ماہنامہ

دخترانِ اسلام

لاہور

اگست 2017ء

محبتِ الٰہی اور محبتِ رسول ﷺ پر مبنی زندگی کی ترجیحات

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی خصوصی گفتگو

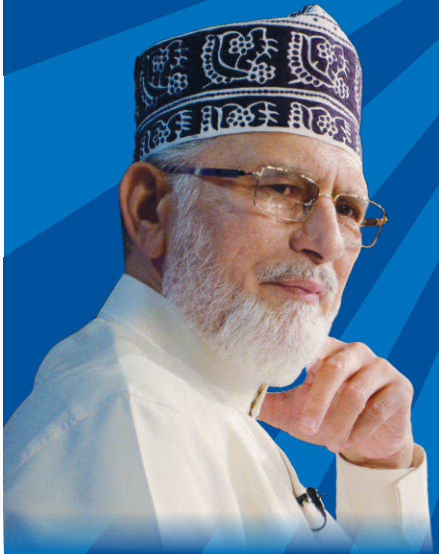

ام المومنین حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے حالات زندگی

تحریک پاکستان کی مجاہدہ فاطمہ جناحؒ

تحریک آزادی اور آج کا پاکستان

خندہ روئی
کشادہ جبینی
ایک عبادت

ویمن اعتکاف 2017ء کی خصوصی رپورٹ

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا ویمن اعتکاف گاہ میں خصوصی خطاب

کڈز اعتکاف کیمپ 2017ء

خواتین میں بیداریٔ شعور و آگہی کیلئے کوشاں

ماہنامہ دخترانِ اسلام لاہور

جلد: 24 شمارہ: 8 ذوالقعدہ ۱۴۳۸ھ / اگست 2017ء

زیرِ سرپرستی
بیگم رفعت جبین قادری

چیف ایڈیٹر
قرۃ العین فاطمہ

مجلس مشاورت
صاحبزادہ مسکین فیض الرحمن درانی
خرم نواز گنڈاپور
فرح ناز
احمد نواز انجم
جی ایم ملک
منظور حسین قادری
سرفراز احمد خان
غلام مرتضیٰ علوی

ایڈیٹوریل بورڈ
نوراللہ صدیقی
محمد فاروق رانا
عین الحق بغدادی
محمد رفیق نجم

قلمی معاونین
ڈاکٹر شاہدہ نعمانی، ڈاکٹر سعدیہ نصراللہ
رافعہ علی، عائشہ شبیر
راضیہ نوید

مینجنگ ایڈیٹر
صاحبزادہ محمد حسین آزاد

اسسٹنٹ ایڈیٹرز
نازیہ عبدالستار
ملکہ صبا

ناشر
علامہ محمد معراج الاسلام

کمپیوٹر آپریٹر
محمد اشفاق انجم

ٹائیٹل ڈیزائنر
عبدالسلام

فوٹوگرافی
محمود الاسلام قاضی

کتابت
محمد اکرم قادری

فہرس

اداریہ (خواتین کا سیاسی، انتخابی کردار اور 71 واں یومِ آزادی)		3
محبتِ الٰہی اور محبتِ رسول ﷺ پر مبنی زندگی کی ترجیحات	ڈاکٹر محمد طاہر القادری	5
ام المومنین حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے حالات زندگی	شیلا مالکی	10
خندہ روئی، کشادہ جبینی ایک عبادت	ڈاکٹر شاہدہ نعمانی	14
تحریک پاکستان کی مجاہدہ۔ فاطمہ جناح	نوراللہ صدیقی	18
تحریک آزادی اور موجودہ پاکستان	جویریہ سحرش قاضی	22
الفیوضات المحمدیہ ﷺ		25
گلدستہ	نازیہ عبدالستار	26
ویمن اعتکاف 2017ء	خصوصی رپورٹ	27

ترسیلِ زر کا پتہ: منی آرڈر / چیک / ڈرافٹ بنام حبیب بنک لمیٹڈ منہاج القرآن برانچ اکاؤنٹ نمبر 01970014583203 ماڈل ٹاؤن لاہور

بدلِ اشتراک: آسٹریلیا، کینیڈا، مشرقِ بعید، امریکہ: 15 ڈالر — مشرقِ وسطیٰ، جنوب مشرقی ایشیا، یورپ، افریقہ: 12 ڈالر

قیمت فی شمارہ -/35 روپے

سالانہ خریداری -/350 روپے

رابطہ: ماہنامہ دخترانِ اسلام 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور

فون نمبرز: 3-042-5169111 فیکس نمبر: 042-5168184

Visit us on: www.minhajsisters.com E-mail:sisters@minhaj.org

فرمان الٰہی

اِلَّا مَنۡ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّۃَ وَلَا یُظۡلَمُوۡنَ شَیۡئًا o جَنّٰتِ عَدۡنِ نِالَّتِیۡ وَعَدَ الرَّحۡمٰنُ عِبَادَہٗ بِالۡغَیۡبِ ط اِنَّہٗ کَانَ وَعۡدُہٗ مَاۡتِیًّا o لَا یَسۡمَعُوۡنَ فِیۡہَا لَغۡوًا اِلَّا سَلٰمًا ط وَلَہُمۡ رِزۡقُہُمۡ فِیۡہَا بُکۡرَۃً وَّعَشِیًّا o تِلۡکَ الۡجَنَّۃُ الَّتِیۡ نُوۡرِثُ مِنۡ عِبَادِنَا مَنۡ کَانَ تَقِیًّا o

(مریم، ۱۹: ۶۰۔۶۳)

’’سوائے اس شخص کے جس نے توبہ کرلی اور ایمان لے آیا اور نیک عمل کرتا رہا تو یہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر کچھ بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ ایسے سدا بہار باغات میں (رہیں گے) جن کا (خدائے) رحمٰن نے اپنے بندوں سے غیب میں وعدہ کیا ہے، بے شک اس کا وعدہ پہنچنے ہی والا ہے۔ وہ اس میں کوئی بے ہودہ بات نہیں سنیں گے مگر (ہر طرف سے) سلام (سنائی دے گا)، ان کے لیے ان کا رزق اس میں صبح و شام (میسر) ہوگا۔ یہ وہ جنت ہے جس کا ہم اپنے بندوں میں سے اسے وارث بنائیں گے جو متقی ہوگا‘‘۔

(ترجمہ عرفان القرآن)

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

ہے رنگ و بوئے عالم انوار کا خیال
شہرِ نبی کے کوچہ و بازار کا خیال

کوئی گھڑی ہو کوئی بھی پل ہو مرے حضورؐ
ہے آپؐ ہی کی رونقِ دربار کا خیال

میرے حضورؐ ایسے حکیم و طبیب ہیں
رہتا ہے ہر گھڑی انہیںؐ بیمار کا خیال

بخشے جو مجھ کو سیرتِ آقاؐ سے آگہی
رکھتا ہوں میں ہمیشہ اس اخبار کا خیال

کیف و سرور پایا ہے آیا ہے جب مجھے
تنہا یوں میں کوچہ سرکارؐ کا خیال

رکھتے ہیں زندگی میں غلامانِ مصطفیٰؐ
اقوالِ آں حضورؐ سے کردار کا خیال

خوشبو ہر اک سانس میں طاہر جو بس گئی
آیا حضورؐ پاک کے گلزار کا خیال

(طاہرؔ سلطانی)

خواتین کا سیاسی، انتخابی کردار اور 71 واں یوم آزادی

انتخابی اصلاحات پر مشتمل ایک مسودۂ قانون حکومت کی طرف سے قومی اسمبلی اور سینٹ کے آئندہ اجلاس میں پیش کرنے اور منظور کروانے کا اعلان کیا گیا ہے، دیکھتے ہیں یہ بل کب اسمبلی میں آتا اور منظوری کے مراحل طے کرتا ہے کیونکہ پانامہ لیکس کے فیصلے کی آمد آمد ہے، زیر نظر تحریر کے شائع ہونے تک فیصلہ آجانے کی قوی امید ہے اور پھر حکومت کس حال میں کھڑی نظر آتی ہے اور انتخابی بل 2017ء منظور کرنا موجودہ حکومت کی قسمت میں ہے کہ نہیں اس بارے فی الحال کوئی رائے قائم کرنا قبل از وقت ہوگا۔25 جولائی 2014ء کے دن ایک نوٹیفکیشن کے ذریعے تمام پارلیمانی جماعتوں کے نمائندوں پر مشتمل ایک انتخابی، اصلاحاتی کمیٹی قائم کی گئی تھی جس کے ذمہ شفاف انتخابات کے انعقاد کے لیے انتخابی اصلاحات تیار کرنا تھا، کمیٹی نے 3 ماہ میں سفارشات مرتب کرنا تھیں مگر 3 سال میں 119 اجلاس مرتب کرنے کے بعد ایک ایسا مسودۂ قانون تیار ہوا جو متفقہ نہیں ہے اس مسودۂ قانون پر پارلیمانی اپوزیشن کی کچھ جماعتوں نے دستخط نہیں کئے۔یہ امر باعث افسوس ہے کہ انتخابی اصلاحات پر متفقہ بل ڈرافٹ نہیں ہوسکا۔اس مجوزہ بل میں خواتین کے حوالے سے 2 بطور خاص قابل ذکر امور ہیں، اگر واقعتاً ان پر قانون سازی ہو جاتی ہے تو یہ پاکستان کے انتخابی، جمہوری ماحول میں خوش کن ہو گی اور آئین کے آرٹیکل 34 جو کہتا ہے قومی زندگی کے تمام شعبوں میں عورتوں کی مکمل شمولیت کو یقینی بنانے کے لیے اقدامات کئے جائیں گے کی طرف ایک سنجیدہ پیش رفت ہوگی۔مذکورہ بل میں تجویز کیا گیا ہے کہ تمام سیاسی جماعتیں انتخابات میں پانچ فی صد نشستیں خواتین کیلئے بطور کوٹہ مختص کریں گی۔دوم جس حلقے میں خواتین کے ووٹ 10 فی صد سے کم کاسٹ ہونگے وہاں دوبارہ پولنگ کروانے کا حکم دیا جا سکے گا۔ان شرائط سے خواتین کی انتخابی جمہوری ماحول میں اہمیت بڑھے گی اور 10 فی صد سے کم ووٹ کاسٹ ہونے کے نقصانات سے بچنے کیلئے متحارب امیدوار خواتین کو پولنگ سٹیشنز تک لانے کے حوالے سے سر دھڑ کی بازی لگائیں گے۔بعض صوبوں اور علاقہ جات میں خواتین کے سیاسی کردار کو پسند نہیں کیا جاتا یہاں تک کہ انہیں ووٹ بھی کاسٹ نہیں کرنے دیا جاتا۔2013ء کے انتخابات میں ایسی رپورٹس منظر عام پر آچکی ہیں کہ بعض پولنگ سٹیشنز پر خواتین کا ایک ووٹ بھی پول نہیں ہوا، اور ایسا مخصوص سوچ رکھنے والے مردوں کے دباؤ کے سبب سے تھا۔

2002ء میں سابق آرمی چیف / صدر مملکت جنرل پرویز مشرف نے لیگل فریم ورک آرڈر کے ذریعے خواتین کو قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں فکسڈ 66 نشستیں اور بلدیاتی اداروں میں 33 فی صد نمائندگی دی اور یہ باور کرایا کہ بتدریج خواتین کے سیاسی کردار اور نمائندگی کو بڑھایا جائے گا۔ایل ایف او کی روشنی میں چاروں صوبوں سے پہلی بار مڈل کلاس سے تعلق رکھنے والی پڑھی لکھی مگر ناتجربہ کار خواتین کی ایک بڑی تعداد اسمبلیوں اور بلدیاتی اداروں میں آئی مگر مسلسل تین Tenures گزرنے کے باوجود خواتین کے آئینی، سیاسی کردار کو اس طرح تسلیم نہیں کیا گیا جس کی توقع اور ضرورت محسوس کی جا رہی تھی۔خواتین اراکین اسمبلی کو مرد اراکین اسمبلی کی طرح ترقیاتی عمل سے دور رکھا گیا، قانون سازی کے عمل میں بھی خواتین کو اہمیت نہیں دی گئی، کابینہ میں بھی خواتین کی نمائندگی آٹے میں نمک کے برابر رہی، اس کے ساتھ ساتھ یومیہ اسمبلی بزنس میں بھی خواتین کو اس طرح شامل نہیں کیا گیا جس طرح مرد اراکین اسمبلی کارروائی میں شریک رہتے ہیں۔مخصوص نشستوں پر منتخب ہونیوالی خواتین کو ''طفیلی'' رکن اسمبلی سمجھا گیا۔مرد اور عورت کی تفریق کی گئی۔پنجاب اسمبلی میں یہ صورت حال تو انتہائی ناگفتہ بہ رہی، حکمران جماعت نون لیگ

کے ایک سابق وزیر اور ایک موجودہ صوبائی وزیر نے تو باقاعدہ خواتین اراکین اسمبلی پر اسمبلی کے اندر حملے کئے، آوازے کسے اور انکی توہین کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ بہرحال 21ویں صدی اور دنیا کے گلوبل ویلیج میں تبدیل ہونے کے باوجود وطن عزیز میں خواتین کے بارے میں مخصوص سوچ تبدیل نہیں ہوئی اور مقتدر حلقوں نے خواتین کے آئینی کردار کو دل سے تسلیم نہیں کیا اگر ہم گزشتہ 14 سال پر محیط تین اسمبلیوں میں خواتین کے پیش کردہ پرائیویٹ بلز کی منظوری کی شرح جاننا چاہیں تو نتائج مایوس کن ملیں گے۔ شاید کوئی ایک آدھ بل منظور ہوا ہو۔ یہ جاگیردارانہ، غاصبانہ سوچ کے آئینہ دار رویے ہیں۔ اسلامی تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے جہاں خواتین کا ایک فعال سیاسی، سماجی، عسکری، معاشی، علمی کردار نظر آتا ہے، اسلام میں خواتین کو تعلیم کے حصول سے لے کر صنعت و حرفت تک آزادانہ مسابقتی کردار کی ادائیگی کا ماحول فراہم کیا گیا ہے۔ اگر ہم عہد نبوی ﷺ میں وقوع پذیر ہونیوالے غزوات پر ایک نظر ڈالیں تو خواتین کا ایک قابل رشک متحرک کردار نظر آتا ہے جو اس بات کی نا قابل تردید دلیل ہے کہ اسلام ایک ماڈریٹ اور صنفی امتیاز اور تعصب سے بالا ایک ضابطہ حیات ہے مگر افسوس اسلام کے قلعہ پاکستان میں اسلام کی غلط تعبیر پیش کر کے خواتین کے سیاسی، سماجی، معاشرتی کردار کو محدود کرنے کی کوشش کی گئی اور خواتین کے بارے میں مجموعی عمومی رویے زمانہ جاہلیت سے مختلف نہیں۔ آج بھی خواتین کی خرید و فروخت، بدلے کی شادی، ونی، سوارا جیسی جاہلانہ رسومات اور استحصالی رویے موجود ہیں اور یہ سب کچھ اسمبلیوں میں خواتین کے ہوتے ہوئے ہو رہا ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ خواتین کو انکا کردار ادا نہیں کرنے دیا جا رہا۔

آج خواتین کو جس ملک پاکستان میں سیاسی، معاشی، انتظامی، استحصالی رویوں کو سامنا ہے اسی وطن کے حصول میں خواتین کا کردار تاریخ پاکستان کا ایک قابل فخر اور سنہرا باب ہے۔ بانی پاکستان نے خواتین کو زندگی کے ہر شعبے میں آگے آنے کی تلقین اور ترغیب دی۔ 1919ء میں پٹنہ میں آل انڈیا مسلم لیگ کے ایک اجلاس میں کچھ خواتین نے قائداعظم کو تحریری درخواست دی کہ خواتین کو قومی سیاسی سرگرمیوں میں اپنا کردار ادا کرنے کی اجازت دی جائے۔ قائداعظم نے بخوشی یہ درخواست قبول کی اور خواتین کو ہر صوبہ، ضلع تحصیل، مواضعات میں ویمن لیگ کی شاخیں قائم کرنے کی اجازت دی، اس ایک فیصلہ کے باعث تحریک پاکستان میں خواتین لیڈر شپ کی ایک ایسی کھیپ سامنے آئی جس نے آزادی کے پیغام کو ہر گھر تک پہنچایا اور تحریک آزادی میں جان ڈال دی۔ ان باوقار خواتین میں مادر ملت محترمہ فاطمہ جناحؒ، مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی جوہر کی والدہ بی اماں، بیگم نصرت عبد اللہ ہارون، بیگم اقبال حسین ملک، بیگم جہاں آراء شاہنواز، بیگم رعنا لیاقت علی، بیگم سلمہ تصدق حسین، بیگم شائستہ اکرام اللہ، بیگم کمال الدین، بیگم محمد علی جوہر، بیگم فاطمہ بطور خاص شامل تھیں۔ جس طرح تشکیل پاکستان میں خواتین کے متحرک کردار کے باعث حصول پاکستان کی منزل قریب تر ہوئی اسی طرح پالیسی ساز ذہن نشین کر لیں کہ خواتین کو نظر انداز کر کے پاکستان کی تعمیر و ترقی کا کوئی بھی ہدف حاصل نہیں کیا جاسکے گا۔ انتخابی اصلاحات میں خواتین کے آئینی سیاسی کردار سے متعلق قانون سازی اچھی بات ہے مگر ضرورت اس بات کی ہے کہ خواتین کے حوالے سے مخصوص مائنڈ سیٹ کو بدلا جائے۔ قوانین بنانے کے ساتھ ساتھ ان پر عملدرآمد بھی کیا جائے۔ اس موقع پر ہم یہاں قائد انقلاب شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا فخر کے ساتھ ذکر کریں گے کہ انہوں نے تحریک منہاج القرآن انٹرنیشنل کے پلیٹ فارم کو ملک و ملت کی تعمیر اور دین کی خدمت کے حوالے سے خواتین کیلئے کھلا رکھا۔ تحریک منہاج القرآن کے تعلیمی اور فلاحی منصوبہ جات میں خواتین کی تعلیم و تربیت اور فلاح و بہبود کو خصوصی توجہ حاصل ہے۔

محبت کی ترجیحات

محبت الٰہی اور محبت رسول ﷺ پر مبنی زندگی کی ترجیحات

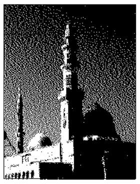

جو لوگ ایمان والے ہیں وہ ہر ایک سے بڑھ کر اللہ سے بہت ہی زیادہ محبت کرتے ہیں

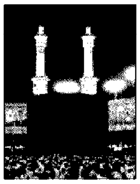

خصوصی خطاب: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

مرتب و تدوین: محمد یوسف منہاجین معاون: محمد خلیق عامر

محبت اگر خالص ہو تو زندگی کی ترجیحات مقرر کرتی ہے۔ ایک محبت وہ ہے جس کا ہم لوگ دعویٰ کرتے ہیں، نعرے لگاتے ہیں۔ یہ خالی محبت ہوتی ہے۔ زندگی میں اس کا وجود نہیں ہوتا، بس ایسے ہی نعرہ بازی ہوتی ہے۔ حالاں کہ محبت نعرہ بازی کا نام نہیں ہے بلکہ محبت زندگی کی ترجیحات کا عملی تعین کرتی ہے اور پہلے سے موجود ترجیحات کو تبدیل کر دیتی ہے۔ اگر محبت صحیح ہو تو ترجیحات (priorities) اور ہو جاتی ہیں۔ دنیاوی ترجیحات کی اور سمت ہے جبکہ محبت الٰہی اور محبت رسول ﷺ پر مبنی زندگی کی ترجیحات (priorities of life) کی ایک الگ سمت ہے۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ. (البقرة، ۲: ۱۶۵)

”اور جو لوگ ایمان والے ہیں وہ (ہر ایک سے بڑھ کر) اللہ سے بہت ہی زیادہ محبت کرتے ہیں“۔

اس آیت مبارکہ میں ایک موازنہ ہے۔ ایک طرف فرمایا: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا ”اور جو لوگ ایمان والے ہیں“۔ وہ کون ہیں؟ ان کے بارے میں فرمایا: اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ یعنی وہ اللہ سے بہت ہی زیادہ محبت کرتے ہیں۔ اَشَدُّ فرما کر مبالغے کا صیغہ استعمال کیا کہ ”وہ اللہ کی محبت میں بہت شدید ہوتے ہیں“۔ قابلِ غور بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے بارے میں کہا کہ وہ اللہ کی محبت میں بہت شدید ہیں تو دوسری طرف مقابلے میں یہ بھی تو کہا ہوتا کہ ”جو بہت مضبوط ایمان والے ہیں“۔ یعنی جو بہت پختہ، اونچے درجے اور کامل ایمان کے حامل ہیں وہ لوگ اللہ سے شدید محبت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس طرح جوڑ نہیں بنایا بلکہ ایمان کی بات سادہ طریقے سے کی کہ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا (جو اہل ایمان ہیں) دوسری طرف جب محبت الٰہی کی بات کی تو اُس کے لیے اَشَدُّ کہا کہ وہ بہت شدت سے محبت کرتے ہیں۔

اس اسلوب کو اختیار کرنے سے واضح ہوا کہ محض ایمان والا ہونا بھی اس وقت تک ثابت نہیں ہوتا جب تک اللہ یا اُس کے رسول ﷺ کی محبت میں شدت نہ ہو۔ اس امر سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اگر عام درجے کا ایمان اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی محبت کی شدت مانگتا ہے تو اعلیٰ درجے کا ایمان محبت میں کس درجہ کی شدت کا متقاضی ہوگا؟ گویا ایمان میں جوں جوں ترقی ہوتی چلی جائے گی اُسی نسبت (ratio) سے شدتِ محبت میں بھی اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ ایمان کی بنیاد محض محبت سے نہیں شدید محبت سے شروع ہوتی ہے۔

پس معلوم ہوا کہ محبت زندگی کی ساری priorities اور direction of life کو change کر دیتی ہے۔ یہ تبدیلی کیسے ہوتی ہے؟ آیئے قرآن مجید کی روشنی میں اس کا مطالعہ کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ط وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى

الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَo (التوبة، ۹: ۲۴)

’’(اے نبی مکرم!) آپ فرما دیں: اگر تمہارے باپ (دادا) اور تمہارے بیٹے (بیٹیاں) اور تمہارے بھائی (بہنیں) اور تمہاری بیویاں اور تمہارے (دیگر) رشتہ دار اور تمہارے اموال جو تم نے (محنت سے) کمائے اور تجارت و کاروبار جس کے نقصان سے تم ڈرتے رہتے ہو اور وہ مکانات جنہیں تم پسند کرتے ہو، تمہارے نزدیک اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (عذاب) لے آئے، اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں فرماتا‘‘۔

اس آیت مبارکہ میں دنیا میں موجود محبت کی درج ذیل اقسام کا ذکر کیا گیا ہے:

۱۔ اولاد کی والدین سے محبت

محبت کی اقسام میں سے پہلی محبت اولاد کی والدین سے محبت ہے جو کہ مذکورہ آیت میں لفظ ابَآؤُکُمْ سے واضح ہے۔ محبت میں والدین کی عزت، ادب، احترام اور اُن کی خدمت کا جذبہ غالب ہوتا ہے۔ اولاد کی والدین کے ساتھ محبت کا خمیر، مزاج اور nature ایسی ہے کہ اُس میں ادب، احترام، خدمت اور چاہت کا مزاج غالب رہتا ہے۔ یعنی بندوں کے ساتھ ایسی محبت جس میں عزت، ادب، احترام اور خدمت کا جذبہ غالب ہے۔

۲۔ والدین کی اولاد سے محبت

مذکورہ آیت کریمہ میں لفظ اَبْنَـــآؤُکُمْ کے تحت محبت کی دوسری قسم والدین کی اولاد سے محبت کا ذکر ہے۔ گویا ان الفاظ کے ساتھ بیان نے اس امر کو واضح کر دیا کہ قرآن مجید اس بات کی تصدیق کر رہا ہے کہ اولاد کو اپنے والدین سے اور والدین کو اپنی اولاد سے محبت ہے اور ہوگی۔ والدین کو جو محبت اولاد کے ساتھ ہے اس کی nature different ہے، اتنی different ہے کہ اس میں بندہ اپنی جان بھی دے دیتا ہے، اپنا آرام بھی ترک کرتا ہے، اپنا مال بھی قربان کرتا ہے، سارا کچھ کما کر اولاد کی محبت کی خاطر لگا دیتا ہے۔ یہ محبت اس حد تک چلی جاتی ہے کہ جب اُس اولاد کی اپنی شادی ہو جاتی ہے، ان کے ہاں بچے پیدا ہوتے ہیں تو اب ایک طرف اُس کے والدین ہوتے ہیں اور ایک طرف اُس کی اولاد ہوتی ہے مگر اب اس کا concern والدین سے بھی بڑھ کر اپنی اولاد کی طرف زیادہ ہوتا ہے۔ شادی سے پہلے وہ اولاد تھا، والدین سے محبت کا ایک منظر تھا، اب جب وہ خود والد بھی بن گیا تو اب اس کے سامنے دو ends ہیں اور وہ درمیان میں کھڑا ہے۔ ایک end ابَــآؤُکُمْ کی صورت میں والدین سے محبت کا ہے اور دوسرا end اَبْنَآؤُکُمْ کی صورت میں اپنی اولاد کے ساتھ محبت ہے۔

ہمارا روز مرہ کا مشاہدہ ہے کہ اگر والدین بھی زندہ ہوں اور اپنی اولاد بھی ہو تو قربانی، رات دن کا concern، فکر، بھاگ دوڑ والدین کی نسبت کہیں زیادہ اولاد کے لیے ہو جاتی ہے۔ یہاں اولاد کی محبت ایک sense میں والدین کی محبت کو بھی پیچھے چھوڑ دیتی ہے۔ اولاد کی محبت میں خدمت، ادب یا احترام کا جذبہ نہیں ہے بلکہ اس محبت میں چاہت کا جذبہ ہے کہ آنکھیں اولاد کو دیکھ دیکھ کر ٹھنڈی ہوتی ہیں، راحت ملتی ہے، سکون ملتا ہے۔ گویا یہ محبت کا ایک الگ مزاج ہے۔

۳۔ بیوی کی محبت

مذکورہ آیت میں وَاَزْوَاجُکُمْ (تمہاری بیویاں) کے ذریعے محبت کی تیسری قسم کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک انسان کا فطری طور پر بیوی کے ساتھ جو رشتہ بنایا ہے یا بیوی کا شوہر کے ساتھ جو رشتہ بنایا ہے یہ محبت کی وہ قسم ہے جو نہ والدین کے ساتھ محبت

میں exist کرتی ہے اور نہ اولاد کے ساتھ بلکہ یہ انسان کے اپنے بشری وجود کی جنسی محبت کی category ہے۔

۴۔ رشتہ داروں کی محبت

وَعَشِیۡرَتُکُمۡ فرما کر رشتہ داروں کی محبت کو بھی اقسامِ محبت میں شامل فرمایا۔ اُن کی محبت کی شدت مذکورہ محبتوں سے درجے میں کم ہوتی ہے مگر ہوتی ہے۔ اس میں برادریاں اور قبیلہ و خاندان کی محبت بھی آ گئی اور غیرت کا عنصر، نام و نمود کا عنصر، وہ category بھی اس کے اندر شامل ہے۔

۵۔ کاروبار، تجارت کی محبت

پانچویں قسم کاروبار اور تجارت کی محبت ہے۔ اسے مذکورہ آیات میں وَتِجَارَۃٌ کے ذریعے بیان فرمایا۔ اس کاروبار و تجارت کے لیے انسان رات دن محنت کرتا ہے، یہ اُس کی اپنی زندگی کی ضرورت ہے۔ لہٰذا اسے اپنے ہاتھوں سے سنبھالتا ہے اور اس کی محبت میں جیتا ہے۔

۶۔ گھروں کی محبت

رہائش گاہیں مَسٰکِنُ کی محبت میں شامل ہے۔ انسان انہیں بناتا اور سنوارتا ہے اور اپنی زندگی کا ایک حصہ اس کے حصول و آرائش پر خرچ کرتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں جتنی اقسام کی محبتیں دنیا میں انسان کی زندگی میں ہو سکتی ہیں، وہ ساری categories اللہ تعالیٰ نے یہاں جمع کر دی ہیں۔ انسان کی انسانوں کے ساتھ، انسان کی مال کے ساتھ، انسان کی رشتوں کے ساتھ، انسان کی رہائشگاہوں کے ساتھ، انسان کی دنیا کے ساتھ جتنے رشتے بن سکتے ہیں محبت کے ساری قسموں کو جمع کر لیا اور جمع کرنے کے بعد آخر پر فرمایا:

اَحَبَّ اِلَیۡکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ وَجِہَادٍ فِیۡ سَبِیۡلِہٖ فَتَرَبَّصُوۡا حَتّٰی یَاۡتِیَ اللّٰہُ بِاَمۡرِہٖ. (التوبۃ، ۹: ۲۴)

(یہ تمام محبتیں اگر) تمہارے نزدیک اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (عذاب) لے آئے‘‘۔

یعنی اگر ان ساری محبتوں کی شدتیں اور ان کا total aggregate مل کر بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت اور دین پر عمل کرنے اور دین کی محبت سے بڑھ جائے، ان پر غالب آ جائے تو پھر اپنے انجام کا تباہی کی صورت میں کا انتظار کرو۔ گویا اللہ تعالیٰ کا فرمان categorical declaration ہے۔

معلوم ہوا کہ اگر ہماری زندگی میں یہ ترجیحات اور یہ محبتیں بڑھ گئیں تو بربادی ہے۔ افسوس! ہم نے اپنا معاملہ اُلٹ کر رکھا ہے۔ اللہ سے بھی محبت ہے، رسول سے بھی محبت ہے، دین سے بھی محبت ہے مگر غالب اولاد، والدین، بیوی، کاروبار اور مکان کی محبت ہے۔ جن محبتوں کو اللہ مغلوب کرنا چاہتا ہے وہ ہماری زندگی میں غالب ہیں اور جس محبت کو غالب رکھنا تھا وہ ہماری زندگی میں مغلوب ہے۔ محبت کے دو levels ہم نے الٹ کر رکھے ہیں، سر نیچے اور پاؤں اوپر کر دیئے ہیں، اس کی وجہ سے ہماری زندگی کی priorities بھی change ہوگئیں۔ ہمارے actions بھی صحیح directions پر نہیں رہے۔ طرح طرح کے خیالات آتے ہیں کیونکہ purity نہیں رہی۔ ہمارے stance بھی صحیح نہیں رہے، ہم stand بھی نہیں لے سکتے۔ چونکہ محبتوں کا جو تناسب ہے اُسے ہم نے خلط ملط کر دیا ہے۔

ہم میں اور صحابہ کرامؓ میں کئی حوالوں سے بہت سے فرق ہیں مگر اُن فرقوں کی بنیاد سیدنا صدیق اکبرؓ کے ایک جملے سے سمجھ میں آتی ہے۔ غزوہ بدر میں سیدنا صدیق اکبرؓ کا ایک بیٹا ابھی تک مسلمان نہ ہونے کے باعث کفار و مشرکین کی طرف سے لڑ رہا تھا جبکہ سیدنا صدیق اکبرؓ مسلمانوں کی طرف سے لڑ رہے تھے۔ قبول اسلام کے بعد اس بیٹے نے ایک دن سیدنا صدیق اکبرؓ سے کہا کہ غزوہ بدر کے موقع پر دو بار آپ کی گردن میری تلوار کی زد میں آئی تھی مگر میں نے باپ سمجھ کر چھوڑ دیا۔ آپؓ نے اس کے جواب میں فرمایا: خدا کی عزت کی قسم! اگر تمہاری گردن میری تلوار کی زد میں آ جاتی تو میں تمہیں بیٹا سمجھ کر کبھی نہ چھوڑتا۔ بیٹے کی محبتوں کی اپنی ترجیحات صحیح تھیں۔ اس لیے کہ اگر باپ اِدھر ہے بیٹا اُدھر ہے تو اُس کی ترجیح کفر والی تھی کہ باپ سمجھ کر چھوڑ دیا۔ سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی ترجیح ایمان والی تھی۔ اس لئے فرمایا کہ بیٹا سمجھ کر کبھی نہ چھوڑتا۔

ہماری زندگیوں میں ایمان کی محبت based ترجیحات درہم برہم ہوگئی ہیں۔ اس کا اثر ہماری زندگی کی ترجیحات اور directions پر بھی ہو رہا ہے اور روزمرہ کی زندگی پر رات دن ہو رہا ہے۔ محبت صرف برائے نام رہ گئی ہے جبکہ ترجیحات اپنی دنیاوی ضروریات اور ترجیحات کے مطابق ہم خود بناتے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت سے ہم رہنمائی نہیں لیتے۔ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی محبت ہماری priorities کا تعین نہیں کرتی، وہ ہمارے معمولات و معاملات کنٹرول نہیں کرتی بلکہ ہم اپنے نفس اور دنیا کے ہاتھ سے کنٹرول ہوتے ہیں۔ اسی لیے اللہ رب العزت نے جہاں اپنی بات کی اس جگہ فرمایا:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ. (آل عمران، ۳: ۳۱)

”(اے حبیب!) آپ فرما دیں: اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو تب اللہ تمہیں (اپنا) محبوب بنا لے گا“۔

اللہ رب العزت نے اس آیت میں اپنی محبت کے حصول کے طریقے کا ذکر کیا اور اپنی اور اپنے محبوب ﷺ کی محبت کو یہاں بھی ایک کر دیا کہ طریقہ یہ ہے کہ پھر میرے محبوب کی اتباع کرو۔ یاد رکھیں! اتباع محبت سے ہوتی ہے۔ فَاتَّبِعُوْنِیْ فرما کر واضح کر دیا کہ اگر محبت مجھ سے کرتے ہو تو پھر زندگی کی ترجیحات اپنی مرضی سے مقرر نہ کرو بلکہ میرے محبوب کی مرضی سے مقرر کرو۔ اگر اللہ سے محبت کرتے ہو تو جو priorities میں نے fix کی ہیں اُن کے مطابق زندگی گزارو۔ جو limitations میں نے fix کر کے دے دی ہیں، جو boundaries میں نے fix کر کے دے دی ہیں اُن کے مطابق چلو۔ گویا اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ اے حبیب! آپ فرما دیں کہ اگر اللہ سے محبت کرتے ہو تو پھر life کی priorities اور decisions میرے ہاتھ میں دے دو۔ جو priorities اور decisions میں نے fix کی ہیں اُن کے مطابق چلو، اپنی مرضی کے مطابق نہیں۔ جب ایسے ہو جاؤ گے تو يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ تب اللہ تمہیں (اپنا) محبوب بنا لے گا۔

جب بندہ اللہ کا محبوب بن جائے تو پھر اُس کے درجات کی کوئی limit ہی نہیں۔ جیسے بندہ اپنے محبوب کے لیے کوئی limit نہیں رکھتا اسی طرح اللہ بھی اپنے محبوب بندوں کے لیے کوئی limit نہیں رکھتا۔ گویا ایمان کا پورا دائرہ محبت کے گرد گھومتا ہے۔ اول بھی محبت ہے اور آخر بھی محبت ہے۔ ترجیحات کو محبت fix کرتی ہے۔ جو محبت ہماری زندگی کی سمت کو کنٹرول نہ کرے اور جو محبت زندگی کی priorities کو fix نہ کرے بلکہ priorities اپنے طریقے سے چلیں اور محبت کا دعویٰ الگ چلے تو یہ محبت نہیں ہے۔ اللہ رب العزت نے اپنی جملہ تعلیمات میں کسی جگہ اولاد کو محبت دینے سے نہیں روکا، مقدار کا تعین بھی نہیں کیا، جتنی دو اُس سے بھی نہیں روکا مگر صرف ناجائز میں جانے سے منع فرمایا ہے۔ والدین سے کتنی محبت کرو؟ اولاد سے کتنی محبت کرو؟ کاروبار سے کتنی محبت

کرو؟ ان چیزوں پر اللہ رب العزت نے کوئی limit fix نہیں کی۔ ایک مقام پر کاروبار، بزنس اور پیسہ کمانے کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌo (الذاریات، ۱۰۰: ۸) ''اور بے شک وہ مال کی محبت میں بہت سخت ہےo''

اللہ رب العزت نے مال کے لیے خیـر کا لفظ استعمال کیا کہ بندہ ''خیر'' کی محبت میں بڑا شدید ہے۔ گویا مال کی محبت کو طعن یا مذمت کے معنیٰ میں بیان نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ خود ہی مال کو خیر کہہ رہا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ مال میں itself کوئی خرابی نہیں ہے، اس لیے اُس کو خیر کہا کہ خیر صدقہ ہوتا ہے، خیرات اُسی سے ہوتی ہے، ہم جسم کو اُسی سے ڈھانپتے ہیں، مدد اُسی سے کرتے ہیں، حقوق وفرائض اُسی سے ادا کرتے ہیں، مسجد اُسی سے بناتے ہیں، دین کے مراکز اُسی سے بناتے ہیں، خدمت دین اُسی سے کرتے ہیں، حج کرتے ہیں تو مال خرچ کر کے کرتے ہیں۔ اللہ کے گھر کی زیارت کو جاتے ہیں تو خرچ کرتے ہیں۔ شرط بھی یہ لگائی کہ

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا. (آل عمران، ۳: ۹۷)

''اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج فرض ہے جو بھی اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو''۔

جس کے پاس سفر کی مالی طاقت ہو وہی حج کر سکتا ہے۔ تو حج کے لیے بھی مال اور زکوٰۃ کے لئے بھی مال درکار ہے۔ اس لیے اُس کو خیر کہا اور شدید کہا۔ ان چیزوں پر یہ limit نہیں لگائی بلکہ اجازت دی ہے۔ مگر فرق یہ رکھا کہ جب مال کی محبت کی بات کی تو فرمایا لَشَدِيْد مال کی محبت میں بہت سخت، شدید ہیں یعنی اللہ اور اس کے رسول کی محبت پر بھی یہ محبت غالب آچکی ہے۔ اس آیت میں شدید پہ جا کر end کیا اور جب اپنی محبت کا ذکر کیا تو فرمایا:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ.

لفظ اَشَدُّ واضح کر رہا ہے کہ محبتوں میں جب ایک توازن پیدا کرو تو اللہ اور اس کے رسول کی محبت سب سے اوپر رکھو۔ یہ سارا مسئلہ priorities کا ہے۔ جب ہم اپنی Life میں priorities قائم نہیں کرتے تو اس کا مطلب ہے جو دل میں آتا ہے اُس سے ہم اپنی priorities قائم کرتے ہیں۔ اس طرح معاملہ دگرگوں ہو جاتا ہے۔ اللہ کی محبت مال پر غالب کیسے آئے گی؟ فرمایا:

وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ.... (البقرۃ، ۲: ۱۷۷)

''اور اللہ کی محبت میں (اپنا) مال قرابت داروں پر اور یتیموں پر اور محتاجوں پر اور مسافروں پر اور مانگنے والوں پر اور (غلاموں کی) گردنوں (کو آزاد کرانے) میں خرچ کرے''۔

اللہ کی محبت غالب اسی وقت ہوگی جب اُس کی محبت میں وہی محنت ومحبت سے کمایا ہوا محبوب مال بندہ خرچ کر دیتا ہے۔ اس لئے کہ جو چیز بندہ خرچ کر دیتا ہے اس کا مطلب ہے کہ جس کی خاطر خرچ کیا ہے وہ اس مال سے زیادہ محبوب ہے۔ یہ priorities ہیں۔

وہ مال جس سے اُسے محبت تھی، رات دن جاگ جاگ کے محنت کر کے کمایا تھا، اللہ کی محبت میں اُس کو خرچ کر دیا۔ یعنی مال خرچ کرنے والی چیز ہے اور وہ بندہ جو مال کو سنبھال کے رکھ لیتا ہے، خرچ نہیں کرتا، priorities غلط کر بیٹھا۔ اس کا مطلب ہے کہ اس کی محبت غالب ہے۔ اسی طرح اولاد اور رشتوں کا معاملہ ہے۔

پس اللہ، اس کے رسول ﷺ اور دین کی محبت سب محبتوں پہ غالب ہونی چاہیے۔ اگر سب محبتوں پر یہ غالب ہیں تو آیت میں مذکور کسی شے کی محبت بھی گناہ اور بری چیز نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆

ام المومنین حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے حالات زندگی

آپ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول ﷺ، پاکباز، دیندار، صالحہ، نیک اور شائستہ خاتون تھیں

آپ رضی اللہ عنہا کی وفات سنہ 21ھ میں ہوئی۔ نماز جنازہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پڑھائی

شیلا مالکی

حضرت ماریہ قبطیہ بنت شمعون رسول اکرم ﷺ کی شریک حیات تھیں۔ ان کی والدہ رومی تھیں۔ وہ مصر کے خفن نامی ایک گاؤں میں پیدا ہوئیں۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے سنہ ۶ ھجری میں بیرون ملک اپنے چند سفیر بھیجے اور ایک خط کے ذریعہ ان ممالک کے سربراہوں اور حکام کو اسلام کی دعوت دیدی۔ اسی طرح آپ ﷺ نے حاطب بن ابی بلتعہ کو مصر کے سربراہ، مقوقس کے پاس بھیجا اور اسے دین اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ رسول اللہ ﷺ کے خط کا مضمون یہ تھا:" عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے۔ محمد بن عبداللہ کی طرف سے، مصر کے سربراہ مقوقس کے نام، حق کی پیروی کرنے والوں پر سلام، اما بعد، میں تمھیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا ھوں۔ اگر تم نے اسے قبول کیا تو اللہ تعالیٰ تمھیں دو برابر اجر عطا کرے گا اور اگر اسے قبول نہ کیا تو پورے قبط یعنی مصر کے گناہ تیری گردن پر ھوں گے۔"

مقوقس نے خط کی مہر اور دستخط دیکھے اور اسے پڑھ لیا۔ اس کے بعد اس خط کو ہاتھی کے دانت کے بنے ایک برتن میں رکھا اور حاطب بن ابی بلتعہ سے کہا کہ پیغمبر اسلام ﷺ اور آپ ﷺ کی سیرت وصفات کے بارے میں کچھ بتائیں، حاطب نے ایسا ہی کیا۔ مقوقس نے تھوڑا غور کرنے کے بعد کہا میں سوچتا تھا، کہ پیغمبر آخر الزمان ﷺ شام سے ظہور کریں گے، کیونکہ وہ پیغمبروں کے ظہور کرنے کی جگہ ہے۔ اب معلوم ھورہا ہے کہ انھوں نے جزیرۃ العرب سے ظہور کیا ہے۔ قبط (مصر) ان کی اطاعت نہیں کرے گا"۔

اس کے بعد کاتب سے کہا کہ یوں لکھے: "اما بعد، میں نے آپ کے خط کو پڑھا، جو کچھ اس میں لکھا تھا، اس سے آگاہ ھوا اور آپ کی دعوت سے بھی مطلع ھوا۔ لیکن میں خیال کرتا ھوں کہ پیغمبر آخر الزمان شام سے ظہور کریں گے۔ میں آپ کے قاصد کا احترام کرتا ھوں اور اس کے ہمراہ قبط (مصر) کی عظیم سرزمین سے لباس ومرکب (سواری) کے ساتھ دو کنیزیں بھیج رہا ھوں۔ والسلام۔"

مقوقس نے خط کو حاطب کے حوالہ کیا اور معافی مانگی اور ان کے ہمراہ ماریہ وسیرین نامی دو کنیزیں، ایک غلام اور ان کے ساتھ ہزار مثقال سونا، بیس جوڑے مصری لباس، ایک خاکستری رنگ کے خچر کے علاوہ شہد، عود، مشک وعطر کی ایک مقدار بھیجی تھی۔

ماریہ اور سیرین مدینہ کی طرف جاتے ہوئے، اپنے وطن سے دوری کی وجہ سے غمگین تھیں اور اپنی سرزمین کی یاد میں آنسو بہاتی تھیں۔ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کے غم واندوہ کا احساس کیا۔ اس لئے ان کے سامنے مکہ وحجاز کے بارے میں کچھ قصے اور داستانیں بیان کیں۔ اس کے بعد دین اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے بارے میں تفصیل سے بتایا۔ ان دونوں نے پیغمبر اسلام ﷺ کی صفات اور تعلیمات اور دین اسلام کی اچھائی کو پسند کرتے ہوئے اسلام قبول کیا اور ایک نئی زندگی کی سوچ میں ڈوب گئیں۔ وہ سنہ ۷ ھجری کو مدینہ پہنچ گئیں۔ اس وقت پیغمبر اسلام ﷺ ابھی حدیبیہ سے واپس لوٹے تھے۔

حضرت حاطب رضی اللہ عنہ پیغمبر اسلام کے پاس حاضر ہوئے اور مقوقس کا خط اور تحفے پیش کئے۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے مقوقس کا خط

اور اس کے تحفے دیکھے اور حضرت ماریہ کو اپنے عقد زوجیت میں لے لیا اور سیرین کو حضرت حسان بن ثابتؓ جو ایک مشہور ادیب و شاعر دربار رسالت محمدیﷺ تھے کے عقدِ زوجیت میں دے دیا۔ جن سے بعد ازاں عبدالرحمٰن نامی ایک بیٹا پیدا ھوا۔ اس کے علاوہ رسول خداﷺ نے باقی تحائف کو صحابیوں کے درمیان تقسیم کر دیا۔

پیغمبر اسلامﷺ کی دوسری بیویوں کو یہ خبر ملی کہ، سرزمین نیل (مصر) سے ایک خاتون پیغمبر اکرمﷺ کو تحفہ کے طور پر ملی ہے اور آنحضرتﷺ نے انھیں مسجد کے قریب حارثہ بن نعمانؓ کے گھر میں رکھا ہے۔

ایک سال کا عرصہ گزر گیا، اور چونکہ حضرت ماریہ قبطیہؓ کو رسول خداﷺ کی خدمت میں ایک مقام ملا تھا، اس لئے وہ کافی مسرت و شادمانی محسوس کر رہی تھیں۔ پیغمبر اسلامﷺ بھی اس خاتون سے کافی راضی تھے، کیونکہ وہ پیغمبر اسلامﷺ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے تمام کوششیں بروئے کار لاتی تھیں اور پیغمبر اسلامﷺ کے لئے ایک مخلص، جاں نثار اور پرہیزگار خاتون تھیں اور آنحضرتﷺ کے دستورات کی مکمل طور پر اطاعت اور فرمانبرداری کرتی تھیں، کیونکہ آنحضرتﷺ ان کے شوہر بھی تھے اور مالک و مولا بھی۔

حضرت ماریہؓ اور حضرت ہاجرؑ

حضرت ماریہ قبطیہؓ کو حضرت ہاجر، حضرت ابراھیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی داستان سے کافی دلچسپی تھی اور اس داستان کو کئی بار سن چکی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے کیسے حضرت ہاجر کی مدد فرمائی، جب وہ حجاز میں تن تنہا اور بے یار و مددگار تھیں، اللہ تعالیٰ نے انھیں چاہ زمزم عطا کر کے، سرزمین حجاز کو ایک نئی زندگی بخشی تھی، وہ جانتی تھیں کہ حضرت ہاجر کی زندگی تاریخ میں لافانی بنی ہے اور ان کا صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا مناسک حج کے ایک حصہ میں تبدیل ھوا ہے۔

حضرت ماریہ قبطیہؓ اپنے اور حضرت ہاجر کے درمیان پائی جانی والی شباہتوں پر غور و فکر کرتی تھیں، کیونکہ دونوں کنیز تھیں، حضرت ہاجر کو حضرت سارہ نے حضرت ابراھیم علیہ السلام کی خدمت میں تحفہ کے طور پر پیش کیا تھا اور حضرت ماریہ قبطیہ کو مقوقس نے رسول خداﷺ کی خدمت میں تحفہ کے طور پر بھیجا تھا۔ لیکن حضرت ماریہ قبطیہ اور حضرت ہاجر کے درمیان صرف یہ فرق تھا کہ حضرت ہاجر، حضرت اسماعیل کی ماں تھیں اور حضرت ماریہ قبطیہ، رسول خداﷺ سے ابھی صاحب اولاد نہیں ھوئی تھیں۔

ابراھیمؑ کی پیدائش

حضرت ماریہ قبطیہؓ کو سنہ ۸ ھجری میں ایک رات کو معلوم ھوا کہ وہ حاملہ ھوئی ہیں، وہ کافی شاد و مسرور ھوئیں اور خدا کا شکر و ثناء بجا لائیں۔ ابراھیمؑ، ذی الحجہ کے مہینہ میں پیدا ھوئے۔ ان کی دایہ "سلمٰی" تھیں۔ اس نے اپنے شوہر "ابو رافع" کو یہ خوشخبری سنائی، اور انھوں نے رسول خداﷺ کی خدمت میں حاضر ھو کر اس نومولود کی خوشخبری دیدی۔ رسول خداﷺ نے اس خوشخبری پر ابورافع، کو ایک غلام انعام کے طور پر دیا اور نو مولود کا نام ابراھیمؑ رکھا، کیونکہ آپ کے جد امجد کا نام حضرت ابراھیم علیہ السلام تھا۔ ابراھیمؑ سات دن کے ھوئے تو آنحضرتﷺ نے عقیقہ کے لئے ایک بھیڑ کو ذبح کیا اور نو مولود کے بال منڈوائے اور ان کے وزن کے برابر راہ خدا میں چاندی دیدی۔

ابراھیمؑ کے ساتھ پیغمبر اسلامﷺ انتہائی محبت فرماتے تھے، حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے:

" جب ابراھیمؑ پیدا ھوئے، حضرت جبریل امین علیہ السلام پیغمبراسلام ﷺ کی خدمت میں حاضر ھوئے اور اس طرح آپ ﷺ کی خدمت میں سلام کہا: " السلام علیک یا ابا ابراھیم؛ " " سلام ھو آپ پر اے ابراھیم کے والد-"

پیغمبر اکرم ﷺ نے ابراھیمؑ کی ولادت کے بعد فرمایا: " کل رات میرے ہاں ایک بچہ پیدا ھوا کہ میں نے اسے اپنے باپ ابراھیم علیہ السلام کے ہم نام قرار دیا"-

انصار کی خواتین ابراھیمؑ کو دودھ پلانے میں رقابت کر رہی تھیں، اور اس طرح وہ حضرت ماریہ قبطیہؓ کے نزدیک تر ھونا چاہتی تھیں، کیونکہ وہ بخوبی جانتی تھیں کہ پیغمبر اسلام ﷺ کس قدر حضرت ماریہ قبطیہؓ کو عزیز رکھتے ہیں- ابراھیمؑ کی دایہ بننے کی سعادت بالآخر " اُم بردہ خولہ بنت منذر بن زید" کو حاصل ھوئی- پیغمبر اسلام ﷺ خوشی اور مسرت کے عالم میں ابراھیمؑ کے بڑے ھونے کا مشاہدہ فرما رہے تھے-

ایک دن پیغمبر اسلام ﷺ کسی کام کے سلسلہ میں گھر سے باہر تشریف لے گئے تھے، کہ آپ ﷺ کو ابراھیمؑ کی حالت خطرناک صورت میں خراب ھونے کی خبر ملی، فوراً گھر تشریف لائے اور اپنے لخت جگر کو ماں کی گود سے اٹھا کر اپنی آغوش میں لے لیا، آپ ﷺ کے چہرہ مبارک سے غم و آلام کے آثار نمایاں تھے اور اسی حالت میں فرمایا:

" اے ابراھیم؛ اگر موت حق اور وعدہ الٰہی نہ ھوتی اور ہم سب آخر کار اسی سے ملحق ھونے والے نہ ھوتے، تو میں تیرے بارے میں اس سے زیادہ غمگین ھوتا، میری آنکھیں پرنم ہیں اور میرا دل غم و اندوہ سے لبریز ہے، لیکن میں ہرگز زبان پر ایسا کلام جاری نہیں کروں گا جس میں خدا کی رضامندی اور خوشنودی نہ ھو- لیکن ابراھیم ؛ جان لو کہ ہم تیرے فقدان اور موت کی وجہ سے غمگین اور محزون ہیں"-

آپؑ کی وفات کے بعد رسول خدا ﷺ نے حکم دیا کہ ابراھیم رضی اللہ عنہ کو غسل دے کر کفن دیا جائے- اس کے بعد ان کے جنازہ کو اٹھا کر قبرستان بقیع میں لایا گیا اور اس جگہ پر سپرد خاک کیا گیا، جو اس وقت حضرت ابراھیم رضی اللہ عنہ کی قبر کے عنوان سے مشہور ہے-

جس دن حضرت ابراھیم رضی اللہ عنہ نے وفات پائی، اس دن سورج کو گہن لگ گیا اور مدینہ کے لوگوں نے کہا: " سورج کو ابراھیمؑ کی موت کی وجہ سے گہن لگ گیا ہے"- رسول خدا ﷺ نے اس غلط فہمی کو دور کرنے اور اس خرافہ سے مقابلہ کرنے کے لئے منبر پر جا کر لوگوں سے خطاب کرتے ھوئے فرمایا: " اے لوگو؛ بیشک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں، اور خدا کے ارادہ اور حکم کے تابع ھوتے ہیں اور کسی کی موت یا حیات کے لئے ان کو گہن نہیں لگتا ہے-"

ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: '' بیشک سورج اور چاند کو کسی کی موت اور حیات کی وجہ سے گہن نہیں لگتا ہے، پس جب گہن کا مشاہدہ کرو تو نماز پڑھنا-"

حضرت ماریہ قبطیہؓ بھی کافی غمگین تھیں اور اپنے لخت جگر حضرت ابراھیمؑ کی شان یوں بیان کرتی تھیں: '' اے ابراھیمؑ، تم میرے بیٹے تھے اور ابھی تمھیں دودھ پلانا بند نہیں کیا تھا، اب بہشت میں فرشتے تمھیں دودھ پلائیں گے''-

حضرت ماریہ قبطیہؓ، پیغمبر اسلام ﷺ کی محبوب شریک حیات تھیں- وہ خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراءؑ اور ان کے شوہر حضرت علی المرتضٰی شیر خداؑ سے کافی لگاؤ رکھتی تھیں اور ان کا بہت احترام کرتی تھیں- رسول خدا ﷺ نے بھی ان کے آرام و

آسائش کے لئے ان کا گھر مدینہ کے اطراف میں ایک باغ میں بنا کر دیا تھا، جسے "مشربہ ام ابراھیم" کہا جاتا ہے- یہ باغ حضور نبی اکرم ﷺ کو غزوہ بنی نضیر میں ملا تھا۔

حضرت ماریہ قبطیہؓ موسم گرما اور کھجور اتارنے کے موسم میں وہیں پر ساکن ھوتی تھیں اور پیغمبر اسلام ﷺ انھیں ملنے کے لئے وہاں تشریف لے جاتے تھے- حضرت ماریہ قبطیہؓ کے "مشربہ ام ابراھیم" میں ساکن ھونے کے بعد، رسول خدا ﷺ کے بیٹے حضرت ابراھیم رضی اللہ عنہ ذی الحجہ کے مہینے میں وہیں پر پیدا ھوئے تھے-

حضرت ماریہ قبطیہؓ سے اہل بیت اطہارؓ اور صحابہ کرامؓ کی محبت

حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت فاطمہ زہراءؓ حضرت ماریہ قبطیہؓ کا خاص خیال رکھتے تھے- چنانچہ کہا گیا ہے کہ حضرت ابراھیم کی ولادت کے بعد حضراتِ اہل بیت اور جید صحابہ کرامؓ ہمیشہ حضرت ماریہ قبطیہؓ کی حمایت کرتے تھے اور ذاتی طور پر ان کے مسائل کو حل کرنے میں اقدام کرتے تھے اور وہ ام المومنین حضرت ماریہ قبطیہؓ کا خاص ادب واحترام کرتے تھے-

پیغمبر اسلام ﷺ کی رحلت کے بعد خلیفہ اول حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے حضرت ماریہ قبطیہؓ کے لئے ایک وظیفہ مقرر کیا تھا جسے خلیفہ دوم حضرت سیدنا عمر فاروقؓ نے بھی جاری رکھا-

اخلاقی اوصاف

حضرت ماریہ قبطیہؓ ایک پاک باز، دیندار، صالح، نیک اور شائستہ خاتون تھیں- اس کے علاوہ رسول خدا ﷺ کی منظور نظر بیوی تھیں- مورخین وسیرت نگاروں نے ان کی دینداری کی ستائش کی ہے- پیغمبر اسلام ﷺ نے اپنے ایک بیان میں اس خاتون کے ساتھ اپنے لگاؤ کا یوں اظہار فرمایا ہے: ''جب مصر کو فتح کروگے، وہاں کے لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا کیونکہ میں ان کا داماد ھوں'' -

حضرت ماریہ قبطیہؓ کی وفات

ام المومنین حضرت ماریہ قبطیہؓ، خلیفہ دوم حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ میں ماہ محرم سنہ ۱۶ ھجری میں وفات پاگئیں- حضرت عمر بن خطابؓ نے لوگوں کو ان کے جنازہ میں شرکت کرنے کی خبر دی، اور خود ان کی نماز جنازہ پڑھائی اورانھیں قبرستان بقیع میں سپرد خاک کیا گیا-

☆☆☆☆☆

انتباہ! یہ بات مرکز کے نوٹس میں آئی ہے کہ تحریک منہاج القرآن کے تنظیمی اور ذیلی فورمز کے بعض عہدیدار اور کارکنان گوادر اور دیگر ھاؤسنگ سوسائیٹیز میں پلاٹوں کی خرید وفروخت کا کاروبار کر رہے ہیں۔ یہ ان احباب کا ذاتی کاروبار ہے اور تحریک منہاج القرآن کا ان کے کاروبار سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

نیز مجلّہ منہاج القرآن میں آنے والے جملہ پرائیویٹ اشتہار خلوص نیت سے شائع کئے جاتے ہیں، ادارہ کی کسی کاروبار میں شراکت نہیں ہے۔ لہذا احباب اپنے لین دین/نفع نقصان کے خود ذمہ دار ہوں گے اور کسی کو بھی اس حوالے سے کسی بھی قسم کی کوئی شکایت مرکز میں لانے کا کوئی حق حاصل نہیں ہوگا۔

خندہ روئی، کشادہ جبینی
ایک عبادت

نورِ ایمان انسانی چہروں سے ظہور پذیر ہوتا ہے

بہترین معاشرت اہل و عیال کے ساتھ عمدہ زندگی بسر کرنا ہے

خصوصی تحریر: ڈاکٹر شاہدہ نعمانی

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

تَعۡرِفُ فِیۡ وُجُوۡهِهِمۡ نَضۡرَةَ النَّعِیۡمِ. (المطففین، ۸۳:۲۴)

’’آپ ان کے چہروں سے ہی نعمت و راحت کی رونق اور شگفتگی معلوم کر لیں گے‘‘۔

اہل ایمان کے چہروں پر سب سے بڑی رونق ایمان کی نعمت ہوتی ہے۔ یہی ایمان ہی ان کے چہروں کو ترو تازہ رکھتا ہے اور ان کے وجودوں میں جس قدر ایمان کی بہار ہوتی ہے اسی قدر ان کے چہروں پر شگفتگی اور تازگی رقصاں ہوتی ہے۔ چہروں کی اصل تروتازگی اور حسن و شائستگی اور جاذبیت وکشش ان کے باطن میں موجود ایمان کی قوت اور طاقت ہوتی ہے جو ان کے چہروں کو روشن و تاباں رکھتی ہے اور ان چہروں کو کبھی مرجھانے اور دھندلانے کی کیفیت سے دوچار نہیں ہونے دیتی۔ اس لئے کہ ایمان چہروں سے عیاں ہوتا ہے نور ایمان انسانی چہروں سے ظہور پذیر ہوتا ہے، نور ایمان اور انسانی چہرہ لازم وملزوم کیفیت رکھتے ہیں۔

زندگی خوش رہنے کا نام ہے

اسی طرح سورہ انشقاق میں ارشادِ خداوندی ہے:

اِنَّهٗ كَانَ فِیۡۤ اَهۡلِهٖ مَسۡرُوۡرًا. (الانشقاق، ۸۴:۱۳)

’’بے شک وہ (دنیا میں) اپنے اہلِ خانہ میں خوش وخرم رہتا تھا‘‘۔

سب سے بہترین معاشرت اہل وعیال کے ساتھ عمدہ طریقے سے زندگی بسر کرنے سے عبارت ہے۔ معاشرتی اور عائلی زندگی کا کمال یہ ہے اہل خانہ کے ساتھ زندگی کی تمام تر مشکلات میں مسرور کن زندگی بسر کی جائے اور زندگی کا یہ مسرور چہروں کے تبسم اور مسکراہٹ کے بغیر میسر نہیں آتا۔ اہل ایمان کی معاشرتی زندگی کی ابتداء اہل وعیال سے ہوتی ہے وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ جو زندگی گزارتے ہیں اس زندگی کے نہج میں غلبہ وتفوق حالات سرور اور حالت فرحت اور حالت بشاشت کو ہوتا ہے۔ اہل و عیال کے ساتھ خوش وخرم زندگی بسر کرنا یہ بہترین معاشرتی اور اعلیٰ انسانی زندگی ہے۔

اس لئے جو انسان گھر والوں کے ساتھ اچھا ہے وہ باہر والوں کے ساتھ بھی اچھا ہے، وہ جو گھر میں برا ہے وہ باہر والوں کے ساتھ بھی برا ہے، گھر والوں کے ساتھ اچھا کیسے رہا جاسکتا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ تمہارے چہرے پر حالت غضب سے زیادہ حالت سرور ہو، تم گھر میں خود کو خوش وخرم رکھنے کی کوشش کرو تمہاری یہ گھر کی عادت ہی تمہاری باہر کی زندگی کی شناخت بن جائے گی۔ گھر والوں کے ساتھ خوش وخرم رہنا اہل ایمان کی پہچان اور خصوصی صفات میں سے ہے اس لئے قرآن کہتا ہے:

اِنَّهٗ كَانَ فِیۡۤ اَهۡلِهٖ مَسۡرُوۡرًا. (الانشقاق، ۸۴:۱۳)

’’بے شک وہ (دنیا میں) اپنے اہلِ خانہ میں خوش وخرم رہتا تھا‘‘۔

انسانی چہرے پر غضب اور تکبر نہ آئے

انسانی چہروں پر دو چیزوں کا ظاہر ہونا ناپسندیدہ ہے۔ ایک غیض وغضب ہے اور دوسرا تکبر وغرور ہے۔ اس لئے قرآن کہتا ہے اگر تمہارے چہروں پر غیظ وغضب کے آثار آئیں تو کوشش کرو ان کو ضبط کرلو، اس غیظ وغضب کو بھڑکنے نہ دو، اگر یہ غیض وغضب بھڑک اٹھا تو یہ آگ کی طرح پھیلتا جائے گا اور جس وجود سے ظاہر ہوگا اسے بھی جلائے گا اور دوسروں کو بھی جلاتا جائے گا جس چہرے میں یہ نمایاں ہوا اس کے بدن میں خون کی گردش کو بڑھائے گا اور اپنے مخاطب کے خون کو بھی طیش میں لائے گا، دونوں طرف کے خون کی یہ حرارت اور تمازت بیماری کی صورت میں ظاہر ہوگی اور فتنہ وفساد کی صورت میں بھی نمایاں ہوگی اس لئے غیض وغضب اور غصہ ایک آگ ہے۔ آگ کا وظیفہ ہی جلنا اور جلانا ہے۔ غیض وغضب اور غصہ دوطرفہ کام کرتا ہے۔ یہ غصہ جس فرد کو آتا ہے اس کے لئے بھی نقصان دہ ہے اور جس پر انسان غصہ کرتا ہے اس کے لئے بھی خسارہ جان ہے۔

دوسرا برا خلق جو انسان کے حسن کو ماند کرتا ہے اور انسان کے چہرے کی عظمت اور ملائمت کو روبخاک کرتا ہے وہ تکبر وغرور کا اس چہرے پر ڈیرے ڈالنا ہے اور دوسرے افراد کو ملتے ہوئے اپنے چہرے کو متکبرانہ اور مغرورانہ انداز میں کج کرنا اور اپنے رخساروں کو کج رو کرنا اور اپنے چہرے پر تکبر اور غرور کے آثار ظاہر کرنا یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو سخت ناپسندیدہ ہے۔ اس لئے قرآن کہتا ہے:

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّکَ لِلنَّاسِ . (لقمان، ۱۸:۳۱)

''اور لوگوں سے (غرور کے ساتھ) اپنا رخ نہ پھیر''۔

چہرے کے رخساروں کا کج ہونا اور دوسروں سے ملتے ہوئے اپنا چہرہ ہی پھیر لینا یہ علامت تکبر ہے، علامت ایمان ہرگز نہیں بلکہ یہ عمل ایمان کے منافی ہے۔ انسان کا وہ چہرہ رب کو پسندیدہ ہے جس چہرے میں عاجزی وانکساری کے احساسات اور جذبات کا ظہور ہو جو چہرہ دنیا کی ساری عظمتوں کو سمیٹنے کے باوجود عاجزی وانکساری کا اعلیٰ شاہکار ہو وہ چہرہ جو رحمتیں اور عظمتیں عطا کرنے والے رب کی عظمت اور ربوبیت کی علامت ہو۔

انسانی چہرہ اور اللہ کی معرفت

انسان کا چہرہ تو درحقیقت رب کی معرفت دیتا ہے اور یہ انسانی چہرہ ہی ہے جو رب کے انوار اور تجلیات کا مہبط بنتا ہے۔ یہی انسانی چہرہ جسے دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے۔ یہ چہرہ اللہ کی قدرتوں کا امین ہے یہ چہرہ اللہ کی رحمت کا آئینہ دار ہے۔ یہ چہرہ رب کی صفت ربوبیت کا شاہکار ہے یہ چہرہ خدا کی پہچان اور معرفت دیتا ہے اور یہ انسانی چہرہ آیت من آیات اللہ ہے۔ اس لئے مناسب نہیں اس چہرے پر وہ آثار ظاہر ہوں جو اللہ کو پسند نہیں۔ اس پر وہ علامات دکھائی دیں جو اللہ کی رحمت کے لئے مغضوب ہیں۔ اس لئے کہ یہ چہرہ رب کی نشانی ہے اس میں وہ صفات ظاہر ہوں جو اللہ کے رنگ میں رنگی ہوئی ہوں اور سب سے بہترین صفات اور اعلیٰ خوبیاں اور عمدہ ترین خلق، خلق الٰہی ہے۔ اس لئے قرآن کہتا ہے:

ومن احسن من اللہ صبغۃ ''اللہ کے رنگ سے بڑھ کر کس کا رنگ اچھا ہے؟''۔

رسول اللہ ﷺ کا چہرہ، انوار الٰہیہ کا مظہر

رسول اللہ ﷺ کے چہرہ اقدس کی لطافت، نورانیت، ملائمت اور چمک و دمق، مسروریت وفرحت کا عالم کیا تھا حضرت

کعب بن مالکؓ روایت کرتے ہیں:

عن کعب بن مالک یحدث حسین تخلف حین تبوک قال فلما سلمت علی رسول اللهﷺ وهو یبرق وجهه من السرور وکان رسول الله اذا سر استنار وجهه حتی کانه قطعة قمر. (متفق علیه)

''حضرت کعب بن مالکؓ جب غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے۔ اس وقت کے احوال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں (توبہ قبول ہونے کے بعد) جب میں رسول اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر سلام عرض کیا تو آپ کا چہرہ انور خوشی سے جگمگا رہا تھا اور رسول اللہﷺ جب بھی مسرور ہوتے تو آپ کا چہرہ مبارک یوں نور بار ہوجاتا تھا جیسے وہ چاند کا ٹکڑا ہے''۔

اس حدیث مبارکہ میں رسول اللہﷺ کے چہرہ اقدس کے احوال کا ذکر کیا جارہا ہے کہ جب رسول اللہﷺ حالت سرور اور حالت فرحت میں ہوتے اور کوئی خوشی کی خبر جب آپ کو ملتی تو آپ کا چہرہ اقدس خوشی و مسرت سے چمک اٹھتا ہے، بے پناہ روشن و تاباں ہوجاتا، چمکتا دمکتا دکھائی دیتا، ایک سلسلہ ''نور علی النور'' چہرہ اقدس پر چھا جاتا یہاں تک کہ وہ چہرہ رسول چاند کا ایک ٹکڑا محسوس ہونے لگتا۔ اس چہرے کی دید کرنے والے کہتے، ''کانہ قطعۃ قمر'' وہ چہرہ اتنا روشن ہوتا جیسے کہ وہ ایک چھوٹا سا چاند ہے اور چاند کا ٹکڑا ہے۔ کوئی صحابی رسول اللہﷺ کے چہرہ اقدس کو دیکھتا یا سب صحابہ کرامؓ مل کر دیکھتے تو کہتے:

کان وجهه ورقة مصحف. (صحیح بخاری، ۱:۹۳)

رسول اللہ کا چہرہ اقدس کتاب مبین قرآن کے اوراق کی طرح روشن و تاباں لگتا تھا، رسول اللہﷺ کے چہرہ اقدس کی اسی نورانیت اور چمک و دمک کا اظہار صحابہ کرامؓ جب آپ کے ایام وصال میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے۔ اسی دوران رسول اللہﷺ حالت نماز میں اپنے چہرہ کی دید و زیارت کرائی تو صحابہ کرامؓ حالت نماز میں آپ کے چہرہ اقدس کی نورانیت کا ذکر کچھ یوں کرتے ہیں:

فلما وضح لنا وجه نبیﷺ کانظرنا منظرا قط اعجب الینا من وجه النبیﷺ حین وضح لنا. (صحیح بخاری، ۱:۹۴)

''جب پردہ ہٹا آپ کا حسین چہرہ انور ہمارے سامنے آیا تو یہ اتنا حسیں اور دلکش منظر تھا کہ ہم نے پہلے کبھی ایسا منظر نہیں دیکھا''۔

حضرت براءؓ رسول اللہﷺ کا چہرہ اقدس دیکھتے ہیں تو فرماتے ہیں:

کان رسول اللهﷺ احسن الناس وجها واحسنه خلقا. (صحیح مسلم، کتاب الفضائل، ۹۳)

''آپﷺ کا چہرہ اقدس لوگوں کے چہروں میں سے سب سے زیادہ حسین تھا اور آپ کا خلق سب سے بہترین اور عمدہ تھا''۔

حضرت ابوہریرہؓ جب چہرہ رسولﷺ کی زیارت اور دید کا شرف پاتے ہیں تو چہرہ رسول اللہﷺ کی زیارت سے مشرف ہوکر یوں گویا ہوتے ہیں:

مارایت شیئا احسن من رسول الله کان الشمس تجری فی وجهه. (جامع ترمذی، ۲:۲۰۶)

''میں نے رسول اللہﷺ سے بڑھ کر کسی کو حسین و جمال نہیں دیکھا آپ کا چہرہ اتنا پُرنور تھا ایسے محسوس ہوتا جیسے سورج آپ کے چہرہ قدس میں رقصاں ہے''۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی نظر آپ کے چہرہ اقدس پر پڑی تو یوں بیان کرتے ہیں:

کان شقه وجهه القمر. (سبل الھدیٰ، ۲:۵۸) ''آپ کا چہرہ اقدس چاند کی مانند تھا''۔

حضرت جابر بن سمرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات چودھویں کا چاند پورے شباب و کمال پر تھا ادھر رسول اللہﷺ بھی

میرے سامنے تشریف فرما تھے میری ایک نگاہ چاند پر پڑتی تھی اور دوسری نگاہ آپ کو تکتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ سرخ چادر اوڑھے ہوئے تھے میں بار بار کبھی چاند کو دیکھتا کبھی آپ کا چہرہ اقدس دیکھتا، میری نگاہیں اللہ کے ان دونوں حسینوں کا موازنہ کر رہی تھیں۔ کہتے ہیں: اللہ کی قسم میں اس نتیجے پر پہنچا میرے آقا کا چہرہ چاند سے حسین تر ہے۔

فھو عندی احسن من القمر. (شمائل ترمذی:۳) ''میرے نزدیک آپ چاند سے بھی زیادہ خوبصورت ہیں''۔

حضرت ہند ابی بکر بیان کرتے ہیں:

یتلالو وجھه تلالو القمر لیلة البدر. (شمائل ترمذی:۲) ''آپ ﷺ کا چہرہ اقدس چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا''۔

رسول اللہ ﷺ کا چہرہ اللہ کی کھلی آیت ہے

یہ چہرہ مبارک حق کا پتہ دیتا تھا۔ یہ چہرہ رسول اللہ ﷺ کے انوار کا مظہر تھا، یہ چہرہ رسول، چہرہ خدا کا مظہر تھا، اس چہرے میں خدا دکھائی دیتا تھا۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من رانی فقد رای الحق فان الشیطان لایتکوننی. (صحیح بخاری، کتاب التفسیر،۲:۱۰۳۶)

''جس شخص نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا''۔

اس لئے آپ کی خدمت میں دور دراز سے اعرابی لوگ آتے آپ کا چہرہ اقدس دیکھتے تو یوں عرض کرتے۔ حضرت حارث بن عمرہ السہمی بیان کرتے ہیں:

قال فجاء الاعراب فاذا اراد وجھه قال ھذه وجه مبارک. (سنن ابی داؤد، کتاب المناسک، ۸)

''جب بھی کوئی دیہاتی آپ کے پاس آتا اور آپ کے چہرہ اقدس کی زیارت کرتا تو وہ پکار اٹھتا یہ چہرہ مبارک چہرہ ہے اور انوار الٰہیہ کا مظہر اتم ہے''۔

جو بھی سلیم الفطرت اور طبع سلیم والا شخص اس چہرہ مصطفیٰ کی زیارت کرتا تو وہ اس چہرے کو ہی دیکھتے رہتا۔

رسول اکرم ﷺ کے چہرہ اقدس کی جاذبیت اور کشش

ام طبرانی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت کا ذکر کرتے ہیں:

کان رجل عندالنبی ﷺ فینظر الیه لا یطرف.

''ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں آیا اور آپ کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگا، نہ آنکھ جھپکتا تھا اور نہ ہی کسی اور طرف دیکھتا تھا''۔

آپ نے اس کی یہ حالت دیکھ کر پوچھا اور فرمایا: مابالک. تم اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو۔ اس نے عرض کیا یارسول اللہ۔

بالی انت وامی الی اتمتع بک بالنظر الیک. (ترجمان السنہ، ا:۲۶۵، بحوالہ طبرانی)

''یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں''۔ میں اس طرح دیکھ کر آپ کے چہرہ اقدس کی زیارت سے لطف اندوز ہو رہا ہوں۔ (جاری ہے)

☆☆☆☆☆

فاطمہ جناح نے مسلم خواتین کو بیدار کرکے مجھ پر بڑا احسان کیا

قائداعظم
محمد علی جناح

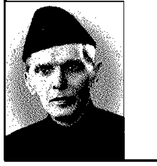

تحریک پاکستان کی مجاہدہ فاطمہ جناحؒ کی زندگی کے بارے میں خصوصی تحریر (نوراللہ صدیقی)

آج ہم 71 واں یوم آزادی منا رہے ہیں، تحریک آزادی میں جہاں بچوں، جوانوں، طلباء، بوڑھوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا وہاں خواتین بھی کسی سے پیچھے نہ تھیں، آج ہم اس ہستی، تحریک پاکستان کی مجاہدہ، روح رواں کا ذکر پڑھتے ہیں جن کی زندگی کا ہر لمحہ آزادی کے لئے وقف تھا اور انہوں نے برصغیر کی خواتین کو قائداعظمؒ کی قیادت میں متحرک کیا وہ عظیم نام بانی پاکستان کی ہمشیرہ فاطمہ جناح کا ہے، تاریخ اگر قائداعظم کو بانی پاکستانی کی حیثیت سے یاد رکھے گی تو مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح کی ملی خدمات کو کبھی فراموش نہ کرسکے گی۔ متعدد دانشوروں کی یہ رائے صائب ہے کہ اگر قائداعظمؒ کو اپنی بہن فاطمہ جناح کی تائید وحمایت تعاون اور توجہ حاصل نہ ہوتی تو خدا جانے حصول پاکستان کی منزل کتنی دور چلی جاتی، قائداعظمؒ تپ دق جیسے مہلک مرض میں مبتلا تھے، انہوں نے انگریز اور ہندو کے کانوں میں اپنی بیماری کی بھنک تک نہ پڑنے دی، جب قیام پاکستان کے بعد ان پر قائداعظمؒ کی بیماری کی حقیقت آشکار ہوئی تو برصغیر کے آخری وائسرائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے کہا کہ اگر مجھے قائداعظم کی بیماری کا علم ہوجاتا تو میں ہندوستان کی آزادی کو ایک دو سال کے لئے ٹال دیتا اور ہندوستان کو تقسیم ہونے سے بچالیتا۔ مادر ملت نے اپنے عظیم بھائی کے لئے نرس سے لے کر مشیر تک کا کردار ادا کیا اور ان کی بیماری سے لے کر ہر راز کی حفاظت کی انہوں نے بہن بھائی کے عظیم اور مقدس رشتے کو ایک نئی عظمت اور تقدس سے ہمکنار کیا ہم 71 ویں یوم آزادی پر مادر ملت فاطمہ جناح کو ان کی بے مثال ملی خدمات پر خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ رب العزت ان کے درجات بلند اور ان کی قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنائے۔ آمین۔ تاریخ بتاتی ہے جو قومیں اپنے محسنوں کو یاد رکھتی ہیں سرخرو رہتی ہیں اور محسنوں کو بھلا دینے والی قوموں میں عظیم ہستیاں پیدا ہونا بند ہوجاتی ہیں اور ایسی قومیں اپنا وقار اور آزادی کے فیوض وثمرات سے محروم ہوجاتی ہیں۔ آیئے آج ہم بھی اس ہستی کی یادوں کو منائیں جو برصغیر کے کروڑوں غلام انسانوں کی امید بنیں۔ حدیث نبویؐ ہے کہ جس نے ایک غلام کو آزاد کیا اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی آگ سے آزاد کردیتا ہے۔ کروڑوں انسانوں کو آزادی کی نعمت سے ہمکنار کرنے والی محترمہ فاطمہ جناح ایک جنتی خاتون ہیں اور انسانیت ان کی ہمیشہ قدر دان رہے گی۔ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح خود بھی اپنی عظیم بہن کے جذبہ ایثار شفقت، محبت، تابعداری، وفاداری، ملنساری کے معترف تھے۔ ایک موقع پر انہوں نے کہا کہ میری بہن میرے لئے روشنی کی کرن ہے۔ ایک اور موقع پر انہوں نے کہا کہ فاطمہ نے برابر میری امداد اور حوصلہ افزائی کی۔ قائداعظم فرماتے ہیں کہ ان دنوں جب یہ خیال کیا جارہا تھا کہ برطانوی حکومت مجھے گرفتار کرلے گی۔ میری بہن نے ہمیشہ میرا حوصلہ بڑھایا وہ میری صحت کے بارے میں خصوصاً فکر مند رہتی تھیں۔ ایک موقع پر بانی پاکستان نے کہا کہ ''میری بہن فاطمہ نے طویل مدت تک

حدیث نبوی ﷺ ہے جس نے ایک غلام آزاد کیا اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی آگ سے آزاد کردیتا ہے

میری خدمت اور مسلم خواتین کو بیدار کر کے مجھ پر بڑا احسان کیا ہے کہ میں اس کا بدلہ نہیں دے سکتا''۔

ایک اور موقع پر بانی پاکستان نے وہ تاریخی الفاظ کہے جو کسی بھی شخص کو خراج تحسین پیش کرنے کے حوالے سے یہ مایہ افتخار و نادر و نایاب کہلائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ مسلم لیگ کیا ہے، صرف میں، میری بہن اور میرا ٹائپ رائٹر۔

بانی پاکستان کے ان الفاظ میں لیڈر شپ کوالٹی کا Narrative بھی ملتا ہے کہ لیڈر قوم کی آنکھ کان، دور بین اور مستقبل کا نقیب ہوتا ہے۔ لیڈر سوچ دیتا ہے اور پھر اپنے تصورات کو عمل کے قالب میں ڈھالنے کے لئے ایک جماعت اور قوم کو قائل کرتا ہے اور پھر یہ جماعت مقاصد کے حصول کو ممکن بناتی ہے، بلاشبہ پاکستان حکیم الامت علامہ محمد اقبالؒ کا خواب اور قائداعظمؒ نے اس خواب کو عملی تعبیر دی۔ ہم ذکر کر رہے تھے مادر ملت کا، مادر ملت کی تاریخ پیدائش 31 جولائی 1893ء ہے، والدہ کی وفات کے بعد قائداعظمؒ نے اپنی بہن کو کانونٹ سکول میں داخل کروانے کی کوشش کی یہ 1900ء تھا خاندان نے سخت مخالفت کی مگر قائداعظم نے اس مخالفت کی پروا نہ کرتے ہوئے انہیں اچھی تعلیم کے لئے کانونٹ میں داخل کروادیا۔ یہاں یہ بات بڑی دلچسپ ہے کہ جب رشتہ دار قائداعظم کو قائل کرنے میں ناکام رہے تو انہوں نے فاطمہ جناح کو قائل کرنے کی کوشش کی کہ وہ انگریزی تعلیم حاصل کرنے اور کانونٹ میں داخل ہونے سے انکار کردے مگر قائداعظم نے اپنی بہن سے کہا تھا کہ فاطمہ کسی فیصلے سے پہلے خوب سوچ بچار کرلینی چاہئے اور جب فیصلہ کرلیا جائے تو پھر اس پر ڈٹ جانا چاہئے۔ زندگی میں کامیابی کا یہی ایک گر ہے۔ عظیم فاطمہ نے اپنے عظیم بھائی کی اس نصیحت کو ہمیشہ پیش نظر رکھا اور فیصلہ کیا کہ وہ اعلیٰ تعلیم کے لئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کریں گی، ابتداء میں قائداعظم فاطمہ جناح کو خود سکول چھوڑ کر آتے اور انہیں حصول تعلیم کے ابتدائی طریقہ کار کے بارے میں سمجھاتے اور پھر فاطمہ جناح کا اس تعلیمی ماحول میں دل لگ گیا، یہ واقعہ ہر بھائی کے لئے ہے کہ وہ اپنی بہن کی تعلیم و تربیت کے لئے وہی طریقہ اختیار کرے جو قائداعظم نے اختیار کیا۔

فاطمہ جناحؒ نے 1910ء میں میٹرک 1913ء میں سینئر کیمبرج کا امتحان پاس کیا، وہ مطالعہ کی بے حد شوقین تھیں

1906ء میں قائداعظمؒ نے فاطمہ جناح کو سَنٹ پیٹرک سکول کھنڈالہ میں داخل کروایا فاطمہ جناح نے 1910ء میں امتیازی نمبروں کے ساتھ میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ 1913ء میں فاطمہ جناح نے سینئر کیمبرج کا امتحان پاس کرلیا اور فاطمہ جناح مطالعہ کی بے حد شوقین تھیں اور وہ گھر میں قائم لائبریری سے استفادہ کرتیں، اس مطالعہ سے ان کے فہم و ادراک کو وسعت ملی فاطمہ جناح 1919ء میں کلکتہ کے احمد ڈینٹل کالج میں داخل ہوگئیں۔ 1922ء میں انہوں نے دندان سازی کی ڈگری حاصل کی، دندان سازی کی تربیت مکمل ہوتے ہی فاطمہ جناح نے بمبئی کی عبدالرحمٰن سٹریٹ میں اپنا کلینک قائم کرلیا۔ فاطمہ جناح کو خدمت خلق سے بڑی رغبت تھی، وہ مستحق مریضوں کا مفت علاج کرتیں، وہ کلینک میں آنے والے مریضوں سے گھل مل جاتیں اور انہیں بتاتیں کہ مسلمانوں کے بارے میں غیر مسلموں کے کیا نظریات ہیں اس طرح وہ تحریک پاکستان کی ایک خاموش مجاہدہ کے طور پر فعال تھیں۔

انگریزی سکولوں میں تعلیم حاصل کرنے کے باوجود فاطمہ جناح ایک سادہ اور راسخ العقیدہ مسلمان خاتون تھیں۔ 1943ء میں انہوں نے دہلی میں خواتین کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دس کروڑ مسلمان ایک قوم ہیں، جن کی اپنی تہذیب ہے، زبان ہے، روایات ہیں، تاریخ ہے اور اپنا ایک سماجی نظام ہے وہ کبھی کسی دوسری قوم کی غلامی قبول نہیں کر سکتے۔ یہ خطاب ان کی سیاسی نظریاتی پختگی کا شاہکار تھا اس خطاب نے سننے والوں پر گہرے اثرات مرتب کئے اور آزادی کی جدوجہد کو ان خطابات سے چار چاند لگ گئے اور خواتین جوق در جوق تحریک پاکستان کے قافلے میں شامل ہونے لگیں۔

فاطمہ جناح کی زندگی اور جدوجہد کا چند صفحات احاطہ نہیں کر سکتے۔ درج بالا سطور کا پیغام ہے کہ خواتین کو اعلیٰ تعلیم دلوائی جائے۔ ان میں اسلامی علوم کی تحصیل کی رغبت پیدا کی جائے۔ وہ جس شعبہ کی بھی تعلیم حاصل کریں انہیں انسانیت کی خدمت کا درس دیا جائے اور خاندان، علاقہ کی خدمت کے ساتھ ان میں ملک و ملت کی بہتری کا شعور اجاگر کیا جائے جب ہر ماں اور بیٹی فاطمہ جناح کی زندگی تقویٰ، قناعت اور جدوجہد کو مشعل راہ بنائے گی تو پھر پاکستان کو عالم اسلام ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کا کامیاب، رول ماڈل، خوشحال ملک بننے سے کوئی نہیں روک سکے گا۔

انگریزی سکولوں میں تعلیم حاصل کرنے کے باوجود مادرِ ملت ؒ مشرقی آداب و اطوار، بود و باش اور ثقافت کا آئینہ دار تھیں اور ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھیں۔ وہ قائداعظم کے ہمراہ انگلینڈ میں بھی مقیم رہیں۔ اس کے باوجود دین اسلام ان کے خون میں رچا بسا تھا۔ انہوں نے ہمیشہ مشرقی لباس اور رسم و رواج کو ترجیح دی۔ انہوں نے جب سیاسی میدان میں قدم رکھا تو وہ اپنی تقریروں میں ہمیشہ اسلام کی سربلندی کا تذکرہ کرتیں۔ اپریل 1943ء میں انہوں نے دہلی میں خواتین کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا: ''اپنے ورثہ میں ہم مسلمانوں کو ایک شان دار تاریخ ملی ہے۔ گزشتہ دو سو برس کی گردش زمانہ نے ہمیں بہت پیچھے دھکیل دیا تھا لیکن اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی لہر دوبارہ چین سے کلکتہ کی جانب حرکت کر رہی ہے''۔ قیام پاکستان کے بعد مادر ملت ؒ نے مسلمانوں میں صحیح اسلامی روح زندہ کرنے کی خاطر ہمیشہ دین برحق کی بات کی اور عوام کو سچا مسلمان بننے کی تلقین کی۔ انہوں نے قیام پاکستان کے بعد 11 نومبر 1947ء کو لاہور میں ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''ہم مسلمانوں کو ناکارہ اور بے کار قوم قرار دے دیا گیا تھا۔ اس پراپیگنڈے کا ہم پر ہی اثر ہوا کہ ہم خود اعتمادی سے محروم ہو گئے تقسیم ہند کے بعد یہ فریب ٹوٹ گیا ہے۔ مسلمانوں نے پاکستان حاصل کر کے ثابت کر دیا ہے کہ وہ ایک زندہ اور بیدار قوم ہیں۔ لہٰذا اس لغو پراپیگنڈے کا اثر زائل کرنے کیلئے اب ہمیں اپنے فرائض نہایت عمدگی سے ادا کرنے چاہئیں۔'' 28 مارچ 1948ء کو ڈھاکہ ریڈیو سے قوم کو مخاطب کر کے انہوں نے مملکت پاکستان کے خدوخال یوں واضح کئے: ''آپ اپنے ادب اور آرٹ میں اسلامی تہذیب اور معاشرت کو زندہ کریں۔ اپنے عظیم ماضی سے رشتہ جوڑیں کہ اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ مجھے یقین ہے کہ آپ پاکستان کو اس کی اسلامی و تاریخی روایات کے شایان شان ایک مضبوط اور طاقتور ملک بنانے میں کوئی کوتاہی نہیں برتیں گے''۔

فاطمہ جناحؒ نے کہا سب سے زیادہ توجہ تعلیم پر دی جائے، اسلامی اصولوں اور احکامات سے اچھی طرح واقفیت حاصل کی جائے

4 نومبر 1948ء کو کراچی میں منعقد ہونے والے آل پاکستان مسلم لیگ یوتھ کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے نوجوانوں کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا: ''ہمیں اپنے سماجی ڈھانچے کو اسلامی اصولوں پر استوار و منظّم کرنا ہے۔ رشوت، اقربا پروری اور بدنیتی جیسی برائیوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا ہے''۔ دراصل محترمہ فاطمہ جناحؒ مملکت خداداد کے نوجوان طبقہ کو اسلامی قدروں سے روشناس کرانا چاہتی تھیں۔ چنانچہ کراچی کے مدرسہ بنات اسلام کے افتتاح پر 20 جنوری 1949ء کو انہوں نے مسلمان طالبات کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ''آپ لوگ علم کے ساتھ ساتھ دین کا دامن بھی مضبوطی سے تھامنا چاہتی ہیں، اس رجحان پر میں آپ کو مبارکباد دیتی ہوں۔ اللہ کرے کہ ہماری بچیاں صحیح اسلامی زندگی کا نمونہ بن کر یہاں سے نکلیں۔ اسلام ان کے رگ و پے میں رچا بسا ہو۔ وہ اپنے بعد آنے والیوں کیلئے ایک مثال بنیں۔ اگر آپ خلوص اور سچائی کے ساتھ اپنے مذہب کی تعلیمات پر عمل کرتی رہیں تو ہم اس خطہ پاک میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی ضرور بنیاد رکھ سکیں گے۔'' مادر ملتؒ کو دین اسلام سے کس درجہ محبت و عقیدت تھی اس کا اظہار ان کی اس تقریر سے بھی ہوتا

ہے جو انہوں نے 20 فروری 1949 کو کی تھی۔ اس تقریر کا ایک ایک لفظ خلوص وصداقت کی روشنی سے منور ہے اور اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ محترمہ فاطمہ جناحؒ دین اسلامی کی تمام تر خوبصورتیوں اور باریکیوں سے آشنا تھیں۔انہوں نے فرمایا:۔’’اسلام ایک ایسا مذہب نہیں ہے جو محض انسان کے خدا کے ساتھ تعلق تک محدود ہو بلکہ یہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو ہمارے تمام اعمال و ظائف پر محیط ہے۔ اسلام کے ظہور سے ایک نئی تہذیب جس کی بنیاد عدل، انصاف، احسان، مساوات اور اخوت پر رکھی گئی ہے پوری قوت کے ساتھ عالم وجود میں آئی۔ انسانی مساوات، انصاف اور اخوت کا یہ سبق محض زبانی طور پر نہیں دیا گیا بلکہ اس کو عملی جامہ بھی پہنایا گیا۔ معاشی، سماجی اور سیاسی زندگی میں ہر شخص کی کامل آزادی اس بات کا ثبوت ہے‘‘۔

13 مئی 1949ء کو پارا چنار میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے دین برحق کے بارے میں یہ الفاظ کہے:۔’’آپ کو سب سے پہلے تعلیم کی طرف توجہ دینی چاہیے تا کہ آپ کا شعور بیدار ہو اور ساتھ ہی اسلامی اصول اور احکامات سے اچھی طرح واقفیت ہو جائے۔ یاد رکھئے کہ اسلام کا سب سے پہلا سبق محبت و اخوت ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ دنیا کے تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں‘‘ 23 مئی 1949 کو خاتون پاکستان نے ایبٹ آباد میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے اسلام کے بارے میں فرمایا:۔’’آپ اس امر کو ہرگز فراموش نہ کریں کہ ایمان اور اسلام کی لافانی قوت نے آپ کو پاکستان دلایا ہے۔ اب اس کی بقا بھی اسلام کے اصولوں میں مضمر ہے۔ آپ کو اس وقت تک ہرگز چین سے نہ بیٹھنا چاہیے جب تک آپ اپنے پیارے وطن کے ہر محکمہ اور ہر شعبہ کو خالص اسلامی اور پاکستانی نہ بنا لیں۔‘‘

☆☆☆☆☆

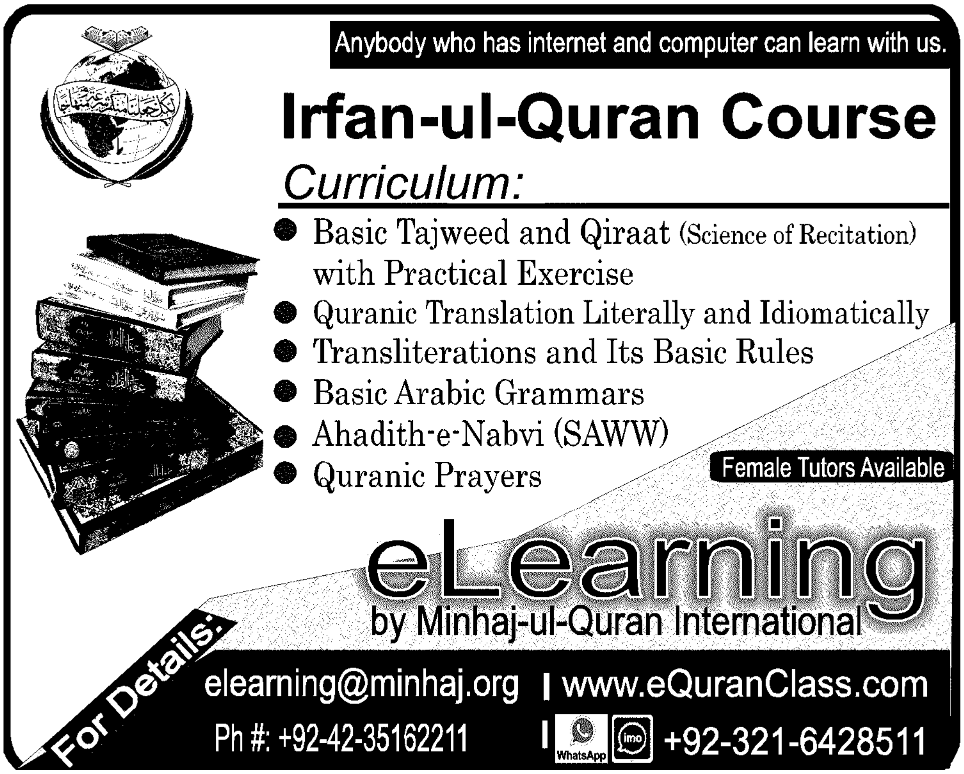

تحریک آزادی اور موجودہ پاکستان

جویریہ سحرش قاضی

آزادی کہنے کو پانچ حروف کا ایک لفظ ہے لیکن اپنے اندر گہرے مفہوم لیے ہوئے ہے۔ آزادی دنیا کی سب سے بڑی نعمت ہے اور غلامی دنیا کی سب سے بڑی لعنت ہے۔

آزادی کی زندگی کا ایک سانس غلامی کی ہزار سالہ زندگی سے بہتر ہے۔ غلامی لعنت کا طوق اور آزادی خداوندی رحمت کا ہار ہے۔ غلامی حسن زندگی سے محرومی کا نام ہے اور غلامی ذہنی صلاحیتوں کو زنگ آلود کرنے کا نام ہے۔

شاعر مشرق حضرت ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ نے چند اشعار میں ان روشن اور عظیم دنوں کو یوں قلمبند کیا ہے:

دیں آزانیں کبھی یورپ کے کلیساؤں میں | کبھی افریقہ کے تپتے صحراؤں میں
دشت تو دشت صحرا بھی نہ چھوڑے ہم نے | بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے
شان آنکھوں میں نہ جچتی تھی کبھی تاروں کی | کلمہ پڑھتے تھے چھاؤں میں تلواروں کی
تجھ سے سرکش ہوا کوئی تو ہم بگڑ جاتے تھے | تیغ کیا چیز ہے ہم تو توپ سے لڑ جاتے تھے
نقش تو حیدر کا ہر حرف دل پہ بٹھا یا ہم نے | زیرِ خنجر بھی یہ پیغام پہنچایا ہم نے

عروج وزوال کی یہ داستان چلتی ہوئی جب برصغیر میں پہنچی تو یہاں بھی بڑے بڑے حکمرانوں نے اپنے کردار کی مضبوطی اور سچے مسلمان ہونے کے ناطے لبیک کہا۔اور پھر جب وہ ارواح، جسم فانی کے لباس کو زیب تن کر کے اس امتحان گاہ جسے دنیاءِ فانی کہا جاتا ہے پہنچی تو وہ حضرت انسان جسے رب کریم نے اشرف المخلوقات جیسے اعلیٰ مقام پر فائز فرمایا تھا وہ اس دنیا کی ظاہری چکا چوند میں کھو گیا اور اس کی بھول بھلیوں میں ایسا گم ہوا کہ اپنے رب سے کئے ہوئے اس عہد کو بھول کر کئی مذاہب کی تقسیم میں کھو گیا اور اپنے آباؤ اجداد کے جھوٹے مذاہب اور فرقوں میں بٹ کر خود کو بھی بانٹ بیٹھا۔کوئی عیسائی اور کوئی ہندو تو کوئی زرتشت کوئی یہودی بن گیا۔ یہی انسان دنیاوی چکروں لغزشوں اور بھول بھلیوں میں ایسا گم ہوا کہ اس کے جسم میں موجود روح کے تڑپنے کی آواز بھی نہیں سن سکا جو اس انتظار میں رہی کے کب اس حرص و ہوس ،نافرمانی اور گناہوں کے پنجرے سے آزادی ملے اور وہ اپنے پیارے خالق حقیقی سے جا ملے۔

دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ ہمارے پیارے عظیم ترین آقا حضور اکرم ﷺ اپنی بعثت کے بعد ایک اعلیٰ اخلاقی کردار اور بہترین معاشرتی نظام لے کر آئے۔ کیونکہ اسلام ایک مکمل ضابطِ حیات ہے جو نہ صرف انسانوں کے معاشرتی ،سماجی ،اخلاقی اور مذہبی پہلوؤں پر روشنی ڈالتا ہے بلکہ جانوروں کے حقوق کے بارے میں بھی ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ اس وقت مسلمانوں نے ان احکامات پر عمل کر کے اتنی ترقی وکامیابی حاصل کی کہ بڑی بری طاقتیں بھی انگشت بدنداں رہ گئیں۔

مسلمانوں نے اس قطعۂ زمین پر کم وبیش (700) سات سو سال حکومت کی ۔ یہاں ایسے بھی حکمران گزرے جب حضرت بختیار کاکیؒ کی وفات ہوئی تو ان کے غلام نے کہا کہ شیخ کا فرمان تھا کہ میری نماز جنازہ ایسا شخص پڑھے گا جس کی زندگی میں کبھی تکبیر اولیٰ قضاء نہ ہوئی ہو،نماز تہجد اور نماز عصر کی سنتیں قضاء نہ ہوئی ہوں۔ یہ سن کر بہت سے علماء کے سر جھک گئے۔ پھر شام

کے وقت ایک نقاب پوش گھوڑ سوار زار و قطار روتا ہوا آیا اور کہا میرے مرشد آپ نے میرا راز فاش کر دیا اور ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ یہ کوئی اورنہیں اس وقت کا بادشاہ سلطان التمش تھا۔

یہ اس دور کے حکمران تھے اور اگر ہم اپنے آج کل کے حکمرانوں پرنظر دوڑائیں اور ان کو دیکھیں تو ان کے عمل اور کردار کو دیکھ کر سر شرم سے جھک جاتا ہے۔

14 اگست 1947ء دنیائے عالم کے کیلینڈر میں ایک عام تاریخ ہے لیکن ہم پاکستانیوں کیلئے انتہائی اہم دن کی حیثیت سے ابھرا ہے۔ آزادی کا دن، خوشیوں کا دن ،رہائی کا دن اور پتہ نہیں کیا کیا مفہوم لے کر آیا اور اسلامک کلینڈر کے مطابق ماہ رمضان کی 27 تاریخ کو بہت اہم دن تھا جس دن پاکستان وجود میں آیا جس دن قرآن پاک جیسی معجزاتی کتاب کا نزول ہوا تھا۔ یہ تاریخ اس سرزمین پر وجود میں آنے والی دوسری تمام ریاستوں سے زیادہ پاکستان کو اہم ریاست بنا دیتی ہے۔

پاکستان دولفظوں کا مجموعہ ہے(پاک) معنی پاکیزہ اور (ستان) معنی سرزمین یعنی پاک لوگوں کی سرزمین جن کیلئے لاکھوں لوگوں نے قربانیاں دیں تاکہ وہ اس میں اپنے رب ذوالجلال اور اس مولائے کل محبوب ترین ہستی ختم الرسل حضور اکرم ﷺ کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق زندگی گزارسکیں کیونکہ ان مسلمانوں کو برصغیر میں مذہبی،معاشی اور معاشرتی استحصال کا سامنا تھا۔وہ اس سے نجات چاہتے تھے کیونکہ اب تو وہ اپنی شناخت تک کھوتے جا رہے تھے۔فرقہ ورایت کے جال کے ذریعے ان کوتوڑا جا رہا تھا۔تاریخ گواہ ہے کہ جب تک مسلمان اپنے رب کریم کے بتائے ہوئے احکام پر چلتے رہے وہ دنیا پر راج کرتے رہے ہیں۔اور جب انھوں نے اس سے روگردانی کی تو اُنھیں صفحۂ ہستی سے مٹا دیا گیا۔

ایسے حالات میں جب انسانیت پھرتڑپتی ہوئی اپنی خطاؤں کی معافی مانگتی ہوئی اپنے رحیم وکریم ربِ ذوالجلال کی طرف لوٹتی ہے اور اللہ پاک دوبارہ اُن کو معاف کرنا چاہتے ہیں کیونکہ وہ تو ہم سے ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرتا ہے وہ اپنی محبوب ترین ہستی ختم الرسل اور ہمارے عظیم ترین آقا حضور اکرم ﷺ کی امت کوتکلیف میں نہیں دیکھ سکتا تو پھر وہ اُن میں علامہ اقبال جیسے رہبر اور مدبر اور قائدِ اعظم جیسے نڈر اور دلیر لیڈر بھیجتا ہے تاکہ پستی میں گری ہوئی انسانیت دوبارہ اپنے قدموں پر کھڑی ہو سکے۔پاکستان ان گنت قربانیوں سے وجود میں آیا۔کئی ماؤں نے اپنے بیٹے ،کئی بہنوں نے اپنے بھائی گنوائے۔کئی بچوں نے یتیمی سہی پھر جا کے پاکستان بنا۔بیٹیوں کی عصمتیں تار تار کی گئیں۔لوگوں نے قربانیاں دیں کہ آنے والے دنوں میں ان کی نسلیں ایسی تکلیفوں اور پریشانیوں سے محفوظ رہیں جن سے وہ گزرے۔

پاکستان اس لیے بنایا گیا کہ اس میں دنیائے عالم کے عظیم تر لیڈر حضرت عمر فاروق جیسا عدل وانصاف پرمبنی نظام حکومت ہو۔جہاں وہ گلیوں میں پھر کرعوام کے مسائل کو جانا کرتے تھے۔ایسا نظام جہاں کی عورتیں با عزت اور با وقار ہوں اور حیا کا پیکر ہوں جن پر کوئی انگلی نہ اٹھا سکے۔ جہاں کے جوان حضرت امام حسین علیہ السلام جیسے اورحضرت امام حسن علیہ السلام جیسا کردار لے کر آئیں جنھوں نے جابر حکمرانوں کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا اور اپنے رب کی خوشنودی کیلئے اپنا پورا خاندان شہید کروادیا۔

ہمیں 14 اگست کا دن ضرور منانا چاہئے مگر اپنے رحمٰن و رحیم وکریم و جواد اللہ کے حضور شکرانہ بجا لاتے ہوئے نہ کہ موسیقی کی محفلیں سجا کر منانا چاہیے۔اپنے دلوں کوقرآن پاک کی تعلیمات سے منور کرتے ہوئے نہ کہ ریاکاری اور دکھلاوے کے لئے گھروں اور بازاروں کو روشنیوں سے سجاتے ہوئے۔یہی وقت ہے ہمیں اپنی عملی کوششوں سے کچھ نہ کچھ اپنے وطن کیلئے آنے والی نسلوں کیلئے کرنا چاہیے۔ہمیں دوسروں کا انتظار نہیں کرنا چاہیے کہ وہ پہلا قدم اٹھائیں گے کیونکہ ہر فرد ملت کے مقدر کا ستارہ ہے۔

مجھے بہت افسوس ہوتا ہے جب بڑے بڑے اینکر ٹی وی چینل پر آکر کہتے ہیں کہ جی ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے دھرنا دیا

لوگوں کو مروایا۔لوگ تکلیف میں تھے اور وہ خود کنٹینر میں بیٹھے تھے۔میں ان سے پوچھتی ہوں کہ قائداعظم نے جب مطالبہ پاکستان کیا تھا اور اس کیلئے جدو جہد کی تھی تو کیا ان کی جان کی حفاظت نہیں کی گئی تھی۔کیا وہ نہیں جانتے تھے کہ اس میں بہت سے لوگوں کی جانیں جائیں گی۔بہت سی مائیں اپنے بیٹے ،بہنیں اپنی عصمتیں اور بچے اپنے ماں باپ کو کھوئیں گے جبکہ اس وقت ان کا مقابلہ کافروں سے تھا۔جنھوں نے آج تک پاکستان کے لوگوں کو چین سے نہیں جینے دیا۔

جب آپ کو کوئی بڑا مقصد پانا ہوتا ہے جس میں تمام انسانیت کی بھلائی ہو تو قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔تا کہ آنے والی نسلیں ان مسائل سے بچیں۔تو پھر قائد کی بھی حفاظت کرنی پڑتی ہے کیونکہ لیڈر تو ایک ہوتا ہے۔جو تمام لوگوں کو منزل مقصود پر لے جاتا ہے۔اگر تمام لوگ ان کا ساتھ دیں جیسے قائداعظم کا دیا تھا۔کیونکہ موجودہ حالات بھی وہی رخ اختیار کر گئے ہیں بلکہ یہ حالات اُن دنوں سے بھی بدتر ہیں۔اگر ان سے نہ نمٹا گیا تو ہم تباہی کے دھانے پہ جا کر کھڑے ہونگیں۔خدانخواستہ!

اگر آج کے حالات کو دیکھا جائے تو کیا نہیں ہو رہا پاکستان میں؟ جو مسلمانوں کے ساتھ برصغیر میں ہوا تھا۔مذہبی،معاشی اور معاشرتی استحصال۔مذہبی آزادی کی بات کریں تو قرآن پاک سپیکر میں پڑھنا،نعت رسول مقبول ﷺ پڑھنا یہاں تک کہ جمعہ کے خطاب کی بھی اجازت نہیں ہے۔جبکہ دوسری طرف ٹی وی پر موسیقی و رقص کے پروگرام ،بے حیائی، عریانی،فحاشی اور عورت کو ایک نمائشی گڑیا کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔

شراب،سود،دہشت گردی،چوری چکاری،اسٹریٹ کرائم قتل و غارت کیا نہیں ہو رہا پاکستان میں۔پاکستان کے چھوٹے سے قصبے سے لے کر جدید شہر تک عورتوں کی عصمتوں کے سودے نہ ہو رہے ہوں تو بتائیں۔کیا یہ ہے وہ پاکستان جس کا خواب علامہ اقبال نے دیکھا جس کے لئے قائداعظم نے اپنی زندگی اور گھر بار کی قربانی دی۔یہاں تک کہ اسی پاکستان میں ان کے خاندان کے لوگوں کو قتل کیا گیا۔

اس پاکستان کیلئے لاکھوں لوگوں نے قربانیاں دیں تھیں۔اگر ایسا ہی بے دین ماحول چاہیے تھا تو ہم نے آزادی کیوں حاصل کی تھی؟ ہماری تو اب کوئی پہچان ہی نہیں رہی ۔ہم نے تو خود کو مغربی و ہندی رنگ میں رنگ لیا ہے۔اب ہم آزاد ہوں یا کسی غیر مسلم ملک کے انڈر ہوں۔ہمیں کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیے۔ہاں ایک فائدہ ہوا ہے ہمارے حکمرانوں کو ایک ایسا ملک مل گیا ہے جس کے وہ بادشاہ بن بیٹھے ہیں اور اس میں لوٹ کھسوٹ کر کے اپنے لئے دولت کے انبار اکٹھے کر رہے ہیں۔یہ ملک ان کیلئے کاروباری منڈی بن گیا ہے جس کا سودا وہ جیسے چاہیں کر رہے ہیں۔شاید یہ بدبخت ظالم فاسق و فاجر جھوٹے حکمران تاریخ بھلا بیٹھے ہیں کہ ان جیسے تو پہلے بھی آئے تھے ان کا کیا انجام ہوا؟

یہ مسلم قوم کیلئے لمحہ فکر یہ ہے ہمیں سوچنا ہوگا کہ کیا ہم نے حکمرانوں کی عیاشی کیلئے یہ ملک حاصل کیا تھا یا کلمہ طیبہ کے عملی نفاذ کے لئے۔کیا ہم واقعی قرآن پاک کی تعلیمات کا درس دے رہے ہیں اپنی آنے والی نسلوں کو؟

اگر آپ کا جواب ہاں ہے تو آپ دعا کر سکتے ہیں کہ اے اللہ ہماری آنے والی نسلوں کو ہم جیسا بنا دے؟

اور اگر نہیں تو پھر پاکستان کی ریاست بچانے کے لئے موجودہ منافقانہ سیاست کو ختم کر کے ایسا نظام سیاست لانا ہوگا جو ریاستِ مدینہ کی یاد تازہ کر دے اور یہ وہی لا سکتا ہے جس کا دامن ہر قسم کی کرپشن سے پاک اور ماضی بے داغ ہو۔آیئے تکمیل پاکستان کے خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کے لئے، ریاستی دہشت گردی کرنے والے حکمرانوں کے احتساب اور سانحہ ماڈل ٹاؤن کے قاتلوں سے قصاص لینے کے لئے میدان عمل میں اتریں۔

؎ اٹھ کہ اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے   مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

☆☆☆☆☆

ظاہری و باطنی امراض کا وظیفۂ شفاء

ظاہری و باطنی جملہ امراض اور تکالیف کے ازالے کیلئے درج ذیل آیات کا وظیفہ نہایت مؤثر، مفید اور کثیر برکات کا باعث ہے:

۱۔ وَ يَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ○ (التوبۃ، ۹: ۱۴)

۲۔ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ۔ (یونس، ۱۰: ۵۷)

۳۔ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ۔ (النحل، ۱۶: ۶۹)

۴۔ وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ. (الاسراء، ۱۷: ۸۲)

۵۔ وَ اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ○ (الشعراء، ۲۶: ۸۰)

۶۔ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّ شِفَآءٌ۔ (فصلت، ۴۱: ۴۴)

❁ ان چھ (۶) آیات کو ترتیب سے اکٹھا پڑھیں یہ ایک وظیفہ تصور ہوگا۔

.اسے ۳ بار، ۷ بار یا ۱۱ بار پڑھ کر صبح و شام مریض پر دم کریں۔ .پانی دم کر کے پئیں/ پلائیں۔

.حسب ضرورت پانی دم کر کے غسل بھی کر سکتے ہیں۔

.اوّل و آخر ۱۱، ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھیں تو مزید برکت ہوگی۔

اگر تکلیف زیادہ طویل اور پریشان کن ہو تو یہ وظیفہ ۴۰ مرتبہ پڑھ کر دم کریں۔

❁ یہ وظیفہ حسب ضرورت ۷ دن، ۱۱ دن یا ۴۰ دن بھی جاری رکھ سکتے ہیں۔

دشمن کے شر سے محفوظ رہنے کا وظیفہ دفعِ شرِ اعداء

دشمن کے شر سے محفوظ رہنے، اس کی تدبیروں کو ناکام کرنے اور حملہ آور کے شر و نقصان سے بچنے کے لئے اس سورت کا وظیفہ نہایت مفید اور موثر ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ ﴿ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ○ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ○ وَّ اَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ○ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ○ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ○ ﴾

❁ یہ وظیفہ ۱۱ بار، ۴۰ بار یا حسب ضرورت ۱۰۰ بار پڑھیں۔

.اوّل و آخر ۱۱، ۱۱ مرتبہ درود شریف اور ۱۱، ۱۱ مرتبہ استغفار پڑھیں۔

.اس وظیفہ کا بہتر وقت بعد از نماز فجر طلوع آفتاب سے پہلے اور بعد نمازِ عصر غروبِ آفتاب سے پہلے کا ہے۔

❁ اس وظیفہ کو ۷ دن، ۱۱ دن، ۴۰ دن یا حسب ضرورت جاری رکھیں۔

❁ اگر گیارہ یا چالیس بار پڑھتے ہوئے آخری بار پڑھنے لگیں تو آخری آیت ''فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ'' کی ۱۰۰ بار ایک تسبیح کر لیں تو اس کی تاثیر مزید زیادہ ہوگی۔ ان شاء اللہ دشمن سے نقصان پہنچانے کی توفیق سلب ہو جائے گی۔

(شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری، الفیوضات المحمدیہ، ص ۳۲۹، ۳۳۰)

☆☆☆☆☆

گلدستہ

مسوڑھوں کی سوجن دور کرنے کے طریقے

مرتبہ: نازیہ عبدالستار

بچوں کے جب دانت نکلتے ہیں تو ایسے میں اکثر ان کے مسوڑھے سوجھ جاتے ہیں۔ بڑوں میں کسی تیز دوا مثلاً پارہ وغیرہ کے کسی مرکب کو بے احتیاطی سے استعمال کرنے، خون کی خرابی، دانت ہلنے یا مسوڑھوں کی رگیں کمزور ہوجانے کے سبب مسوڑھوں پر سوجن آجاتی ہے۔ یہ سوجن پہلے مسوڑھوں اور پھر پورے منہ میں دکھن کی وجہ بنتی ہے۔ اس مسئلہ کے حل کے لئے چند تجاویز درج ذیل ہیں جو آپ کو اس تکلیف سے نجات دلانے میں معاون کردار ادا کرسکتی ہیں۔

۱۔ اگر بچوں کو دانت نکلنے کی تکلیف سے ورم ہوگیا ہو تو شہد میں تھوڑا سا نمک ملائیں اور روزانہ مسوڑھوں پر ملیں تاکہ دانت جلدی نکل آئیں۔ اس کے علاوہ سہاگہ شہد میں ملاکر مسوڑھوں پر ملنے سے سوجن دور ہوجاتی ہے۔

۲۔ اگر بڑوں میں کسی خرابی کے باعث مسوڑھوں پر ورم ہو تو اس کا علاج کروائیں۔ دانت اگر ہلنے لگیں اور اس نے جڑ چھوڑ دی ہو تو دانت نکلوادیں۔

۳۔ مہندی کے پتے لے کر ان کو پانی میں چائے کی مانند ابال کر چھان لیں اس پانی سے دن میں تین سے چار مرتبہ کلیاں کرنے سے آرام آئے گا۔ اگر اس پانی میں تھوڑی مقدار میں پھلوں کا سرکہ ملادیں تو اس کے فوائد میں خاطر خواہ اضافہ ہوجائے گا۔

۴۔ کلونجی کو توے پر جلاکر راکھ بنالیں۔ اس راکھ کو سرکہ میں حل کرکے منہ کے اندر لگالیں مسوڑھوں کی سوجن کیڑا لگنے اور دانت کے درد میں بھی یہ نسخہ اکسیر ہے۔ سرکہ آپ کے مسوڑھوں میں لگے گا لیکن بعد میں فائدہ ہوگا۔

۵۔ مسوڑھوں پر شہد سے ہلکی مالش کرنے سے آرام آجاتا ہے۔

۶۔ مسوڑھوں کی سوجن، وٹامن سی کی کمی کی وجہ سے بھی ہوسکتی ہے اس کے لئے سنگترے کے رس میں شہد ملاکر استعمال کریں۔

۷۔ جامن کی چھال کا جوشاندہ بناکر اس سے کلیاں کرنے سے افاقہ ہوتا ہے۔

۸۔ زیتون کا پھل اور اس کے پتوں کا رس نکال کر اس قدر پکائیں کہ وہ شیرے کی مانند گاڑھا آمیزہ بن جائے۔ اسی آمیزے میں تھوڑا سا پانی شامل کرکے کلیاں کرنے سے مسوڑھوں کی سوجن دور ہوجاتی ہے اور مسوڑھوں میں مضبوطی پیدا ہوتی ہے۔

۹۔ نیم کے پھولوں کو پانی میں جوش دے کر ان سے غرارے کریں۔ مسوڑھے مضبوط ہوتے ہیں۔

۱۰۔ انار کے پھول سکھا کر باریک پیس لیں۔ صبح شام منجن کی طرح لگائیں۔

۱۱۔ جامن کی چھال کو خشک کرکے باریک پیس کر چھان لیں اور صبح و شام بطور منجن مسوڑھوں پر مل کر پانی سے صاف کرلیں۔

۱۲۔ سبز پوست اخروٹ مسوڑھوں پر ملنے سے آرام آجاتا ہے۔ اس سے مسوڑھے مضبوط بھی ہوتے ہیں۔

۱۳۔ بعض دفعہ بادی کے مرض کے باعث مسوڑھے سوج جاتے ہیں۔ داڑھ کے نیچے ادرک کا ٹکڑا رکھ کر چبالیں اور اسے گال کے اندر دبالیں۔ اس طرح مسوڑھوں سے بادی پانی خارج ہوجاتا ہے اور سوجن کم ہوجاتی ہے۔

۱۴۔ کیکر کا کوئلہ لے کر باریک پیس کر رکھ لیں صبح و شام منہ دھونے سے پہلے انگلی سے آہستہ آہستہ ملیں اس سے مسوڑھوں کی سوجن دور ہوجائے گی۔☆☆☆☆☆

اعتکاف ایسی بدنی عبادت ہے جس میں انسان دنیا کی ہر جائز چیز سے بے رغبت ہوکر صرف مولا کا قرب حاصل کرتا ہے۔ اپنا ٹوٹا ہوا تعلق بندگی مولا سے استوار کرتا ہے جو انسان اس تعلق کو استوار کرنے میں کامیاب ہوجاتا ہے تو اللہ رب العزت اس پر مقصد زیست وا کردیتا ہے۔ دنیا کی سرداری اور آخرت میں سرخروئی اس کا مقدر ٹھہرتی ہے۔ اسی لئے تحریک منہاج القرآن کے زیر اہتمام 10 روزہ اجتماعی اعتکاف مردوں کے ساتھ خواتین کے لئے بھی منعقد کیا جاتا ہے۔ یہ حرمین شریفین کے بعد دوسرا بڑا روحانی عالمی اجتماع ہے۔ جس کا مقصد شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی زیر تربیت قرآن وسنت کی روشنی میں ایسے انسان تیار کرنا جو اپنے آپ کو نفس کی آلائشوں، غلاظتوں اور گندگیوں کو ندامت کے آنسو سے دھوکر اپنی روح کو قرآن وسنت کی روشنی سے مزین کر کے عامۃ الناس کی اصلاح کا فریضہ سرانجام دیں۔ رواں برس بھی روایتی دینی جوش و جذبہ کے ساتھ اعتکاف کا انعقاد ہوا اور ہر سال کی طرح امسال بھی شعبہ خواتین کی طرف سے مثالی انتظامات کئے گئے اور شہر اعتکاف کا حصہ بننے والی خواتین کی تعداد گذشتہ سالوں سے کہیں زیادہ تھی جو شعبہ خواتین کی جملہ ذمہ داران کی مساعی اور محنت کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ ہر سال کی طرح اس سال بھی خصوصی انتظامی کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔

مرکزی کمیٹی: نگران: محترمہ فرح ناز، سربراہ: محترمہ افنان بابر، نائب سربراہ: محترمہ ڈاکٹر ثمر فاطمہ، محترمہ مدثرہ بلوچ، محترمہ ڈاکٹر شاہدہ مغل، سیکرٹری: محترمہ ام حبیبہ، محترمہ آمنہ بتول، ڈپٹی سیکرٹری: محترمہ میمونہ شفاعت، ممبران: محترمہ عائشہ مبشر، محترمہ ایمن یوسف، محترمہ آمنہ سرور اور تمام ذیلی کمیٹیوں کے سربراہان اور ہالز کی انچارجز مرکزی اعتکاف کمیٹی کی ممبران تھیں۔

کمیٹی برائے فیلڈ رابطہ جات: سربراہ: عائشہ مبشر، سیکرٹری: ارشاد اقبال، ممبران زونل ناظمات۔

کمیٹی برائے تنظیمی امور: سربراہ: شازیہ بٹ، سیکرٹری: سدرہ کرامت، ممبران زونل ناظمات

تربیتی واجتماعی شیڈول کمیٹی: نگران: ڈاکٹر شاہدہ مغل، سربراہ: ام کلثوم قمر، سیکرٹری: حریرہ باواء، افشاں غلام رسول

رجسٹریشن کمیٹی: سربراہ: آمنہ سرور، سیکرٹری: بلقیس رانی

الاٹمنٹ کمیٹی: سربراہ: میمونہ شفاعت، سیکرٹری: ثمرین یاسین، ڈپٹی سیکرٹری: اسماء فاروق

کمیٹی برائے دعوتی امور: سربراہ: جویریہ حسن، سیکرٹری: سعدیہ الماس، ممبران: رابعہ نسرین، فہمیدہ نسرین، آمنہ افضل

سیکورٹی کمیٹی: سربراہ: فریدہ سجاد، سیکرٹری: آصفہ صفدر

میس کمیٹی: سربراہ: ثمینہ رحمٰن، نائب سربراہ: کوثر نیازی، نائب سربراہ: عفت اقبال

ڈسپلن کمیٹی: سربراہ: نصرت فاطمہ، نائب سربراہ: محترمہ ثمینہ سلیم

میڈیکل کمیٹی: نگران: ڈاکٹر نوشابہ حمید، سربراہ: نبیلہ یوسف

کنٹرول روم کمیٹی: سربراہ: میمونہ شفاعت، سیکرٹری: آمنہ بتول

سٹالز کمیٹی: سربراہ: اقراء یوسف

میڈیا کمیٹی: سربراہ: زینب ارشد

سوشل میڈیا کمیٹی: سربراہ: عائشہ مبشر

رابطہ وملاقات کمیٹی: سربراہ: فاطمہ کامران

ساؤنڈ سسٹم واعلانات کمیٹی: سربراہ: عمارہ خلیل، سیکرٹری: حمنہ ملک

صفائی کمیٹی: سربراہ: ارم ارشاد، سیکرٹری: ادیبہ شہزادی

کینٹین کمیٹی: سربراہ: حمیرا خالد، سیکرٹری: بلقیس رانی

امور طالبات: سربراہ: اقراء یوسف جامی امور اطفال: نگران: فوزیہ شفیق، سربراہ: ایمن یوسف، سیکرٹری: حسن آراء

استقبالیہ + الوداعی کمیٹی: سربراہ: فرح ناز سیکرٹری: افنان بابر

کالج کوآرڈینیشن کمیٹی: نگران: حمیرا ناز، سربراہ: سعدیہ الماس، سیکرٹری: نادیہ سلمٰی

Windup کمیٹی: سربراہ: افنان بابر، سیکرٹری: آمنہ بتول ممبران: یاسمین ظفر، سعدیہ الماس

میل کوآرڈینیشن کمیٹی: نگران: بریگیڈئیر (ر) محمد اقبال، نائب نگران: ساجد محمود بھٹی، سربراہ: حافظ غلام فرید، سیکرٹری: کیپٹن صاحب

سالانہ روحانی اجتماع: سربراہ: آمنہ بتول، سیکرٹری: فاطمہ کامران تھیں۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا ویمن اعتکاف گاہ کا وزٹ اور خطاب

شیخ الاسلام ایک شفیق معلم کی طرح عورتوں کی تعلیم و تربیت کے لئے بھی ان کی اعتکاف گاہ میں تشریف لاتے ہیں۔ خواتین کے مسائل سنتے ہیں اور اس کے ساتھ قرآن وسنت کی روشنی میں ان کے دل کی دنیا کو آباد بھی کرتے ہیں۔ امسال بھی شیخ الاسلام خواتین کے روحانی اجتماع میں تین مرتبہ تشریف لائے۔ ان میں سے ایک دن حدیث مسلسل بالمصافحہ بھی پڑھائی تاکہ معتکفات اس سعادت سے فیض یاب ہوسکیں۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے 24 رمضان المبارک کو خواتین شہر اعتکاف میں ''صبر، شکر، دعوت اور رفاقت'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ شیخ الاسلام نے کہا کہ اعتکاف میں ہم اللہ سے لو لگانے آئے ہیں۔ اللہ کی سنگت کے لیے آئے ہیں۔ اللہ سے رشتہ اور ناطہ بہت بڑی سنگت ہے۔ آپ نے کہا کہ میں اللہ سے پیار سکھاتا ہوں۔ اللہ کے محبوب کا پیار سکھاتا ہوں، اللہ کیسے راضی ہوتا ہے، وہ راستہ بتاتا ہوں تاکہ اللہ کے حبیب سے ہمارے من جڑ جائیں۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں ایک بہت بڑے ولی اللہ عارف اور عاشق تھے۔ قرآن میں ہے کہ اہل ایمان میں سے اللہ ان کا دوست ہوتا ہے۔ انہی میں سے ننگے پاؤں پھرنے والا اللہ کا دوست بشرالحافی بھی تھا۔ امام احمد بن حنبل اس فقیر کی مجلس میں جا کر بیٹھتے تھے۔ لوگ امام احمد بن حنبل سے پوچھتے آپ اس مجذوب کے پاس کیوں جاتے ہیں؟ امام نے جواب دیا کہ ساری دنیا مجھ سے شریعت کی باتیں پوچھتی ہے اور میں ان سے اللہ کی باتیں سننے جاتا ہوں۔

اعتکاف میں جتنی تکلیف کا سامنا کرنا پڑے گا، اجر بھی اتنا ہی زیادہ ملے گا۔ جتنی مشقت ہوگی، اتنا بڑا ہی انعام ملے گا۔ زندگی میں کبھی شکوہ کرنا ہی نہیں اور نہ ہی دل میں شکوہ لانا ہے۔ اللہ سے محبت کرنے والے کبھی شکوہ نہیں کرتے۔ بے صبری اور شکوہ کو حرام کرلیں۔ ہمیشہ اللہ کا شکر کرتے رہیں اور صبر کو اپنے اوپر لازم کرلیں۔ شکر اور صبر میں فرق یہ ہے کہ شکر نعمتوں والوں کے لیے اور صبر اللہ والوں کے لیے ہے۔ اولیاء کے ہاں شکر اور صبر میں صبر کا درجہ اعلیٰ ہوتا ہے۔ صبر کا درجہ اس لیے اونچا ہوتا ہے کہ شکر کرنے والے اللہ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھا کر اس میں مشغول رہتے ہیں۔ صبر والے اللہ کے ساتھ مشغول رہتے ہیں۔ انہیں نعمتیں تو ملتی نہیں، اس لیے وہ اللہ کیساتھ اس کا شکوہ بھی نہیں کرتے۔

شہر اعتکاف میں 27 ویں شب کا عالمی روحانی اجتماع 2017ء

منہاج القرآن انٹرنیشنل کے شہر اعتکاف میں 27 ویں شب رمضان لیلۃ القدر کا عالمی روحانی اجتماع 22 جون 2017ء کو جامع المنہاج بغداد ٹاؤن میں منعقد ہوا۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے خصوصی خطاب کیا۔ ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، صاحبزادہ حماد مصطفیٰ قادری اور صاحبزادہ احمد مصطفیٰ العربی نے پروگرام میں خصوصی شرکت کی۔ ناظم اعلیٰ خرم نواز گنڈا پور، امیر تحریک صاحبزادہ مسکین فیض الرحمٰن درانی سمیت منہاج القرآن کے قائدین، ملک بھر سے علماء و مشائخ اور مختلف طبقہ ہائے فکر سے معزز شخصیات بھی مہمانوں میں شامل تھیں۔

شہر اعتکاف کے ہزاروں معتکفین اور معتکفات کے ساتھ ساتھ ملک بھر سے خواتین وحضرات اور عشاقان مصطفی ﷺ کی بڑی تعداد نے عالمی روحانی اجتماع میں جوق در جوق شرکت کی۔ بیرونی شرکاء کے لیے اجتماع میں بڑی سکرینیں اور پروجیکٹر لگا کر خصوصی انتظامات کیے گئے۔ منہاج ٹی وی نے عالمی روحانی اجتماع براہ راست ٹیلی کاسٹ کیا جبکہ پاک نیوز نے ''شب توبہ'' کے ٹائٹل سے براہ راست نشر کیا۔

جامع المنہاج میں نماز تراویح اور صلوۃ التسبیح کا باجماعت اہتمام کیا گیا۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز شب سوا گیارہ بجے محترم قاری اللہ بخش نقشبندی کی تلاوت سے ہوا۔ ثناء خوانوں میں شکیل احمد طاہر، شہزاد برادران، محمد افضل نوشاہی اور ظہیر بلالی برادران شامل تھے۔ صاحبزادہ حماد مصطفی القادری نے عربی نعت ''یانورالعین'' مخصوص انداز میں پڑھی، جسے بہت پسند کیا گیا۔ نائب ناظم اعلیٰ تنظیمات انجینئر رفیق نجم نے شیخ الاسلام اور ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کی نئی شائع ہونے والی کتب کا تعارف پیش کیا۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اپنے خطاب سے پہلے گوشہ درود کے پڑھے جانے والے درود پاک کے حوالے سے بتایا کہ اس نظام کے تحت اب تک مجموعی طور پر ایک کھرب 60 ارب، 623 کروڑ سے زائد درود پاک پڑھا جا چکا ہے۔ اسطرح اب تک 8 ہزار 509 گوشہ نشین گوشہ درود میں بیٹھ چکے ہیں۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہرالقادری کا خطاب شب سوا بارہ بجے شروع ہوا، آپ نے ''عشق الٰہی'' (ارادہ اور محبت) کے موضوع پر گفتگو فرمائی (جس کا خلاصہ یہ ہے)۔ اللہ رب العزت نے سورۃ البقرہ میں ایمان والوں کی شدید محبت کو اہل ایمان کی علامت قرار دیا۔ اللہ نے سورہ آل عمران میں فرمایا کہ کچھ ایسے بھی لوگ ہیں، جو اللہ سے محبت کرتے ہیں جبکہ کچھ وہ بندے ہیں، جن سے اللہ خود محبت کرتا ہے۔ جو اللہ سے محبت کریں وہ مرید ہو جاتے ہیں، لیکن جن سے اللہ محبت کرے وہ مراد بن جاتے ہیں۔

تحریک منہاج القرآن میں مرید کا لفظ استعمال نہیں ہوتا۔ یہاں مرید نہیں ہمارے ہاں رفیق ہوتے ہیں۔ ہمارے ہاں سنگت اور ساتھی ہوتے ہیں۔ منہاج القرآن میں مرید صرف اللہ کا بنایا جاتا ہے۔ میں اور سب ملکر اللہ کا مرید بننے کی کوشش کرتے ہیں۔

آپ نے مرید کی تعریف بیان کرتے ہوئے کہا کہ جب ارادے میں خالصیت ہو جائے تو اسے مرید کہتے ہیں۔ اللہ کی طلب کے لیے جب دل بیدار ہو جائے تو اسے ارادہ کہتے ہیں۔ یعنی جب دل اللہ کی محبت میں گرفتار ہوجائے تو اسے ارادہ کہتے ہیں۔ لہذا مرید وہ ہے، جس کی زندگی میں اللہ کی طلب اور چاہت کے علاوہ باقی سب کچھ فوت ہو جائے۔

غوث الاعظم الشیخ سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں فرمایا کہ مرید وہ ہوتا ہے کہ جو اللہ کیلیے اپنے ارادے میں خالص ہو جائے۔ درجات، جنت اور ثواب کے ارادہ میں نہیں بلکہ خالص اللہ کے لیے اور اپنے مولا سے صرف اسی کو چاہے۔

شہدائے ماڈل ٹاؤن کی یاد میں دعائیہ تقریب

گذشتہ ماہ مرکزی سیکرٹریٹ میں پاکستان عوامی تحریک کے زیر اہتمام شہداء ماڈل ٹاؤن کی یاد میں دعائیہ تقریب منعقد ہوئی جس سے پاکستان عوامی تحریک کے سربراہ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بے عزتی اس کی ہوتی ہے جس کی کوئی عزت ہو، حکمران عزت بے عزتی کو مشروب سمجھ کر روز پیتے ہیں، ملک میں رول آف لاء ہوتا تو شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثاء 3 سال بعد بھی انصاف سے محروم نہ ہوتے۔ مجھے علم ہے کہ ان اداروں سے انصاف نہیں ملے گا مگر انصاف کی جدوجہد کرتے کرتے اس دنیا سے جاؤں گا اور میری آئندہ نسلیں بھی سانحہ ماڈل ٹاؤن کا انصاف مانگیں گی۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے قاتلوں کو ریمنڈ ڈیوس نہیں بننے دیں گے۔ چینی اور سموسوں کی قیمتوں پر سوموٹو ہوئے مگر کسی کو 100 لوگوں کو گولیاں مارنا نظر نہ آیا۔ ملک میں پارلیمنٹ کو بے آواز کر دیا گیا، اداروں کی عزت رول آف لاء سے ہوتی ہے۔ آخری سانس تک سانحہ ماڈل ٹاؤن کے شہداء کا انصاف مانگیں گے۔

شہدائے ماڈل ٹاؤن کی یاد میں منعقدہ تقریب سے پیپلز پارٹی کے سینئر رہنما قمر الزمان کائرہ، میاں منظور احمد وٹو، تحریک

انصاف کے پنجاب اسمبلی میں اپوزیشن لیڈر میاں محمود الرشید، مرکزی راہنما اعجاز چوہدری، فردوس عاشق اعوان اور عوامی تحریک کے سیکرٹری جنرل خرم نواز گنڈا پور اور رفیق نجم نے خطاب کیا۔

قمر الزمان کائرہ نے کہا کہ شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثاء کو سلام پیش کرتے ہیں جو ڈٹ کر ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا ساتھ دے رہے ہیں، ڈاکٹر طاہرالقادری کی ظلم کیخلاف سیاسی جدوجہد بڑی طویل ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ اللہ کی پکڑ ہے کہ حکمران خاندان کا بچہ بچہ ماتحت افسران کی جے آئی ٹی میں پیش ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جمشید دستی کا قصور یہ ہے کہ وہ مزدور گھر کا بیٹا ہے اور انکے برابر اسمبلی میں آ کر بیٹھ گیا، ظلم اور تشدد انکا مائنڈ سیٹ ہے۔

اپوزیشن لیڈر میاں محمود الرشید نے کہا کہ میاں شہباز شریف اور رانا ثناء اللہ سونے کیلئے نیند کی گولیاں کھاتے ہیں مگر بے گناہوں کا خون انہیں سونے نہیں دیتا۔ انہوں نے کہا کہ جسٹس باقر نجفی کمشن کی رپورٹ پبلک ہونی چاہیے۔ 17 جون 2014ء کے دن رانا ثناء اللہ نے سانحہ ماڈل ٹاؤن کے حوالے سے جتنے جھوٹ بولے تھے وہ آج سب بے نقاب ہو چکے ہیں۔

میاں منظور احمد وٹو نے کہا کہ شہدائے ماڈل ٹاؤن کے حق میں پاکستان کی ہر سیاسی جماعت، مکتب فکر اور دانشوروں نے احتجاج کیا پھر بھی انصاف کا نہ ملنا المیہ ہے، ہم ڈاکٹر طاہرالقادری کے کارکنوں کو سلام پیش کرتے ہیں۔

اعجاز چوہدری نے کہا کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے مظالم سیاہ باب ہیں۔ میں انصاف کیلئے اپنی جان دینے کیلئے بھی تیار ہوں۔

ڈاکٹر فردوس عاشق اعوان نے کہا کہ ڈاکٹر طاہرالقادری نے اسلام کا ماڈریٹ ویژن دیا، ہمیشہ امن و محبت کا درس دیا انکے لوگوں کو قتل کرنا بربریت اور یزیدیت ہے۔

تقریب کے اختتام پر تمام رہنماؤں نے ڈاکٹر طاہرالقادری اور شہدا کے ورثاء کے ہمراہ یادگار پر پھولوں کی چادریں چڑھائیں اور دعائے مغفرت کی۔

تقریب میں بریگیڈیئر (ر) فاروق حمید، فیاض وڑائچ، بریگیڈیئر (ر) محمد مشتاق، میاں محمد منیر، علامہ سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، حافظ محمد علی یزدانی، محترم پاسٹر سیموئیل نے بھی شرکت کی۔ مسیحی بھائیوں نے شہداء کی یادگار امن کی شمعیں روشن کر کے اظہار یکجہتی کیا۔ تقریب میں صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈاکٹر حسین محی الدین، حماد مصطفیٰ خصوصی طور پر شریک ہوئے۔

خواتین شہر اعتکاف میں تحصیلی ناظمات سے میٹنگ

منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیراہتمام خواتین شہر اعتکاف میں ویمن لیگ کی تحصیلی ناظمات کیساتھ تنظیمی و تربیتی نشست کا اہتمام کیا گیا۔ ٹریننگ سیشن کی صدارت ڈاکٹر غزالہ حسن قادری نے اور مسز فضہ حسین قادری نے کی۔ اس نشست میں منہاج القرآن ویمن لیگ سنٹرل پنجاب سے اوکاڑہ، مریدکے، صفدر آباد، خانقاہ ڈوگراں اور مانا والا کی تحصیلی ناظمات نے شرکت کی۔ ڈاکٹر غزالہ حسن قادری اور مسز فضہ حسین قادری نے شرکاء اجلاس کو تنظیمی امور کی بہتر انجام دہی اور رفاقت سازی کے حوالے سے ضروری ہدایات دیں۔

ڈاکٹر غزالہ حسن قادری کا کڈز اعتکاف کیمپ کا دورہ

منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیراہتمام بیت الزہرہ میں چھوٹے بچوں کیلئے الگ اعتکاف گاہ قائم کی گئی ہے جہاں سینکڑوں بچے اور بچیاں شریک ہیں۔ مؤرخہ 18 جون 2017ء کو کڈز اعتکاف کیمپ کا انعقاد کیا گیا، جس کا ڈاکٹر غزالہ حسن قادری نے دورہ کیا۔ اس موقع پر انہوں نے سٹالز وزٹ کیے، بچوں سے گفتگو کی اور ان کی ورک شیٹس بھی چیک کیں۔

ڈاکٹر غزالہ حسن قادری اور مسز فضہ حسین قادری کا ویمن اعتکاف گاہ کا وزٹ

21 رمضان المبارک کو محترمہ ڈاکٹر غزالہ حسن قادری اور محترمہ فضہ حسین قادری نے خود شہر اعتکاف کا وزٹ کیا اور معتکفات سے ملیں۔ بعدازاں شہر اعتکاف میں شریک کراچی، ہری پور، پشاور، مانسہرہ، ایبٹ آباد اور ڈی آئی خان کے اضلاع کی معتکفات سے ان کی تربیتی نشست ہوئی۔ اس موقع پر ڈاکٹر غزالہ حسن قادری نے خواتین میں رفاقت سازی کی اہمیت پر بھی لیکچر دیا۔نشست میں منہاج ویمن لیگ کی زونل ناظمہ مسز عائشہ مبشر نے زونل تنظیمات کی کارکردگی رپورٹ بھی پیش کی۔

تنظیمی امور پر ویمن ٹریننگ ورکشاپ

منہاج القرآن ویمن لیگ نے شہراعتکاف 2017ء کے دوران فیلڈ سے تنظیمی عہدیدار معتکفات کے لیے خصوصی ٹریننگ کیمپ اور ورکشاپس منعقد کیں۔ اس سلسلہ میں منعقدہ کیمپ میں ضلعی سطح سے لے کر یونٹ لیول تک خواتین ذمہ داران نے شرکت کی۔کیمپ میں منہاج ویمن لیگ کی ناظمہ افنان بابر اور زونل ناظمات نے خواتین کو تنظیمی امور پر رہنمائی دی۔ اس موقع پر تحریکی و تنظیمی حوالے سے اہم امور پر تبادلہ خیال بھی ہوا۔ افنان بابر نے بتایا کہ فیلڈ میں خواتین کی عملی رہنمائی کے لیے منہاج ویمن لیگ کے ورکنگ پلان کے مطابق کام کرنا ہوگا۔

ویمن اعتکاف گاہ کی تربیتی نشست سے ڈاکٹر حسن محی الدین کا خطاب

منہاج القرآن ویمن لیگ کے شہراعتکاف 2017ء میں منہاج القرآن انٹرنیشنل کی سپریم کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کے تربیتی و اصلاحی لیکچر کا اہتمام کیا گیا۔تقریب میں ڈاکٹر غزالہ حسن قادری، منہاج ویمن لیگ کی صدر فرح ناز اور منہاج ویمن لیگ کی قائدین بھی اسٹیج پر موجود تھیں۔ ہزاروں معتکفات اس تربیتی پروگرام میں شریک ہوئیں۔

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اعتکاف ایک ایسا واحد ذریعہ ہے، جس سے آپ کو ایک دوسرے کیساتھ لوجہ اللہ یکجا ہونے کا موقع ملتا ہے۔ اعتکاف ہمارے من اور باطن میں تطہیر پیدا کرتا ہے۔ یہ اللہ کے نیک بندوں کی علامات میں سے ہیں وہ دنیا چھوڑ کر صرف اس کے لیے جمع ہوتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ اعتکاف سے حاصل ہونے والے روحانی و اخلاقی اور دینی فیوضات کو ہمیں اپنے معاشرے میں باقی خواتین اور لوگوں تک عام کرنا ہوگا۔ پروگرام میں ڈاکٹر غزالہ حسن قادری اور فرح ناز نے بھی خطاب کیا۔

☆☆☆☆☆

﴿مبارکباد﴾

ہم محترمہ سعدیہ نصراللہ جو تحریک منہاج القرآن کے مرکزی راہنما پروفیسر نصراللہ معینی صاحب کی صاحبزادی ہیں اور ماہنامہ دخترانِ اسلام کے قلمی معاونین میں شامل ہیں کو یونیورسٹی آف پنجاب سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرنے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں: (منجانب: ماہنامہ دختران اسلام)

منہاج القرآن ویمن لیگ کے زیراہتمام آرگنائزیشنل اینڈ ٹریننگ سیشنز (ویمن اعتکاف 2017ء)

Monthly
DUKHTARAN-E-ISLAM
AUG-2017
LAHORE
Regd CPL No.45